بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

شمارہ 8

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

12 رجب 1442 ہجری قمری • 25 تبلیغ 1400 ہجری شمسی • 25 فروری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَیَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ

(النساء:174)

ترجمہ: پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے تو وہ ان کو ان کے بھرپور اجر عطا کرے گا اور اپنے فضل سے ان کو مزید دے گا

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 فروری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

عربی زبان سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا

آدمی کو لازم ہے کہ توبہ استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بداعمالیاں حد سے گزر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے، ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی زبان سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا پس ترجمہ پڑھنے کیلئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آج کل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جبکہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اسکے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ استحکام گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کر لی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے۔ پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب و اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کیلئے انگریزی پڑھو، تا کہ تم گورنمنٹ کو فائدہ اور مدد پہنچا سکو۔

کوئی تکلیف نہیں پہنچتی جب تک آسمان پر فتویٰ نہ ہو۔ اگرچہ تکالیف تو پیغمبروں کو بھی پہنچتی ہیں مگر وہ از راہِ محبت کے ہوتی ہیں اور ان میں ایک قسم کی تعلیم مخفی ہوتی ہے، جو ان مشکلات میں انبیاء علیہم السلام کا پاک گروہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے دیتا ہے اور بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ انکی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:9) پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بداعمالیاں حد سے گزر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔

جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اسکی محبت کا القاء کر دیتا ہے لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گزر جاتا ہے اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں مگر جونہی وہ توبہ استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہوتا جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اسکی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 270-272، مطبوعہ قادیان 2018)

انسان جو سزائیں دیتے ہیں ان کا اثر صرف جسم پر پڑتا ہے اور دل کو وہ مرعوب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے

لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ دلوں پر بھی قابض ہے اسکی سزا نہ صرف جسم پر نازل ہوتی ہے بلکہ دلوں پر بھی اور اس طرح دلوں کو پاک کیا جاتا ہے

وَلَوۡ اَنَّ لِکُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِی الۡاَرۡضِ لَافۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَۃَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ

سورہ یونس آیت 55 کی تفسیر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انسانی فطرت اس قسم کی ہے کہ سزا کا اس پر دو قسم کا اثر ہوتا ہے۔ بعض شخص سزا پر اکڑ جاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں اور بعض لوگ بالکل گر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری سزا ایسی نہیں کہ اس کا اثر مشکوک ہو، بلکہ اس کا اثر یقینی ہوتا ہے اور ہر اک شخص خواہ کوئی ہو ہمارے عذاب کی برداشت سے عاجز آ جاتا ہے اور کسی میں بھی تکبر باقی نہیں رہتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جو سزائیں دیتے ہیں ان کا اثر صرف جسم پر پڑتا ہے اور دل کو وہ مرعوب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ صرف بزدل آدمی اپنی کمزور فطرت کے ماتحت مرعوب ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ دلوں پر بھی قابض ہے اسکی سزا نہ صرف جسم پر نازل ہوتی ہے بلکہ دلوں پر بھی اور اس طرح دلوں کو پاک کیا جاتا ہے۔ پس فرمایا کہ ہماری سزا جب نازل ہوتی ہے تو دل بھی مرعوب ہو جاتے ہیں اور جس پر عذاب نازل ہو وہ ہر قسم کی قربانی کر کے اپنے آپ کو بچانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ ظاہری سبب بھی خدا تعالیٰ کی سزا سے مرعوب ہونے کا موجود ہوتا ہے جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سزا ہمیشہ مناسب موقع پر نازل ہوتی ہے اور اس وجہ سے اس کی صحت کے دل قائل ہوتے ہیں۔ انسانی سزا غلط بھی ہوتی ہے اور ایسے موقع پر ہی دل مقابلہ کیلئے تیار ہوتا ہے جب وہ سزا کو ظالمانہ سمجھے۔ پس خدا تعالیٰ کے عادل ہونے کے سبب سے دل اسکے انصاف کو محسوس کرتے ہیں اور اپنے کئے پر نادم ہوتے ہیں۔ اور جب ندامت پیدا ہو تو انسان اپنے فعل کے ازالہ کی کوشش کرتا ہے۔

یہ بھی مطلب اس آیت کا نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب انہی پر آتا ہے جو اس کی تعلیم کا مقابلہ کرتے ہیں اور جو لوگ سچائی کا مقابلہ کریں انکا کوئی ایسا آئیڈیل یا مقصد عالی نہیں ہوتا جس کی خاطر وہ قربانی کر رہے ہوں۔ بلکہ ادنیٰ خواہشات ہی ان کی مخالفت کی محرک ہوتی ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ کوئی مقصد عالی نہیں رکھتے وہ بڑی قربانی بھی نہیں کر سکتے اور کمینگی اور دنائیت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن پر ہمارا عذاب آتا ہے وہ چونکہ ادنیٰ خواہشات کے شکار ہوتے ہیں بلند حوصلگی نہیں دکھا سکتے اور تکلیف کے وقت ہر اک چیز کو قربان کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں یعنی وہ چیزیں جنہیں انسان اپنی جان دے کر بھی بچاتا ہے یعنی قومی عزت وغیرہ وہ انہیں بھی قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور یہ ثبوت ہوتا ہے ان کی غلطی پر ہونے کا، اگر وہ حق پر ہوتے تو کبھی ایسا کمینہ فعل نہ کرتے۔

(تفسیر کبیر، جلد سوم، صفحہ 91، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نماز فجر کی فضیلت

(1142) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: شیطان تم میں ایک کی گدی پر جب وہ سوتا ہے تین گرہیں دیتا ہے۔ ہر گرہ مضبوطی سے لگاتا ہے۔ (کہتا ہے) ابھی تیرے لئے بڑی رات ہے، سوئے رہو۔ پھر اگر وہ جاگ پڑے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کر لے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر تو وہ صبح کو تازہ دم خوش مزاج ہوتا ہے۔ ورنہ سُست بدمزاج رہے گا۔

نماز تہجد کی فضیلت

(1145) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ جو بہت برکتوں والا اور عظیم الشان ہے، ہر رات جبکہ آخری تہائی رہ جاتی ہے، قریب ترین آسمان پر اترتا ہے۔ فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ مَیں قبول کروں۔ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ مَیں اسے دوں۔ کون میری مغفرت کا طالب ہے کہ مَیں اسے مغفرت سے نوازوں۔ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب التہجد، مطبوعہ قادیان 2006)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)
مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ یو.کے 2011
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ بنگلہ دیش 2012
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
وصایا و اعلانات | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

محمد حسین بٹالوی کیلئے ”سِرُّ الخِلَافَۃ“ کے مقابل رسالہ بنانے پر ستائیس روپے کا انعام

مولوی محمد حسین بٹالوی نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ آپ کو نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے۔ پورے ہندوستان میں پھر کر آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ اکٹھا کیا، جھوٹ کا سہارا لیا، جھوٹی گواہی دی، آپؑ کی عداوت میں اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے وعدہ ”اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ“ کے مطابق ذلّت و رُسوائی کو محمد حسین بٹالوی کا مقدر بنا دیا۔ ان کی ساری رہی سہی عزت جاتی رہی۔ محمد حسین بٹالوی نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک ہتھکنڈہ یہ اپنایا کہ اپنے رسالہ اِشَاعَۃُ السُّنَّۃ میں اس بات کو شہرت دیتا رہا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم قرآن اور علم عربی سے بے بہرہ ہیں۔ نیز یہ کہ آپؑ ایک جھوٹے فریبی اور مکار انسان ہیں نعوذ باللہ۔ اس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُنہیں قرآن مجید کی تفسیر کے مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ قرآن مجید کا علم صرف اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اگر مَیں جھوٹا اور فریبی ہوں اور تم نیک اور پاک ہو تو مجھ سے عربی فصیح و بلیغ میں قرآن مجید کی تفسیر کا مقابلہ کرلو۔ محمد حسین بٹالوی نے تفسیر نویسی کے چیلنج کو قبول نہیں کیا اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ فاتحہ کی تفسیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و شان میں چار قصائد پر مشتمل عربی فصیح و بلیغ میں کتاب کرامات الصادقین 1893 میں تحریر فرمائی اور اس جیسی علم و معرفت سے پُر فصیح و بلیغ کتاب تالیف کرنے پر محمد حسین بٹالوی کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام رکھا لیکن محمد حسین بٹالوی مقابلہ کیلئے نہیں آئے اور آ بھی کس طرح سکتے تھے کیونکہ اُن میں تو مقابلہ کی لیاقت ہی نہیں تھی۔ اس کے بعد آپؑ نے عربی فصیح و بلیغ میں رسالہ نور الحق تحریر فرمایا اور خصوصیت کے ساتھ پادری عماد الدین کے لئے اس کتاب کا جواب لکھنے پر پانچ ہزار روپے کا انعام رکھا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف عماد الدین بلکہ تمام پادریوں کو اس کے مقابلہ کی دعوت دی۔ اور ایسا ہی تمام مولویوں کو بالخصوص محمد حسین بٹالوی اور رسل بابا امرتسری کو آپؑ نے اس کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

”یہ بھی یاد رہے کہ یہ قصائد اور یہ تفسیر کسی غرض خود نمائی اور خود ستائی سے نہیں لکھی گئی بلکہ محض اس غرض سے کہ تا میاں بطالوی اور اُنکے ہم خیال لوگوں کی نسبت منصف لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اِس اصرار میں کہ یہ عاجز مفتری اور دجّال اور ساتھ اِس کے بالکل علم ادب سے بے بہرہ اور قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب ہے اور وہ لوگ بڑے اعلیٰ درجے کے عالم فاضل ہیں کس قدر کاذب اور دروغ گو اور دین اور دیانت سے دُور ہیں۔“

(کرامات الصادقین رُوحانی خزائن جلد 7 صفحہ 62)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

”وہ تمام صاحب جنہوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے رسائل اشاعت السنہ دیکھے ہوں گے یا ان کے وعظ سنے ہوں گے یا ان کے خطوط پڑھے ہوں گے وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس عاجز کی نسبت کیا کچھ کلمات ظاہر فرمائے ہیں اور کیسے کیسے خود پسندی کے بھرے ہوئے کلمات اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ترہات اُن کے منہ سے نکل گئے ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اس عاجز کو کذاب اور مفتری قرار دیا ہے اور دوسری طرف بڑے زور اور اصرار سے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ مَیں اعلیٰ درجہ کا مولوی ہوں اور یہ شخص سراسر جاہل اور نادان اور زبانِ عربی سے محروم اور بے نصیب ہے اور شاید اس بکواس سے ان کی غرض یہ ہو گی کہ تا ان باتوں کا عوام پر اثر پڑے اور ایک طرف تو وہ شیخ بطالوی کو فاضل یگانہ تسلیم کرلیں اور اعلیٰ درجہ کا عربی دان مان لیں اور دوسری طرف مجھے اور میرے دوستوں کو یقینی طور پر سمجھ لیں کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور نتیجہ یہ نکلے کہ جاہلوں کا اعتبار نہیں، جو لوگ واقعی مولوی ہیں انہیں کی شہادت قابلِ اعتبار ہے۔ مَیں نے اس بیچارہ کو لاہور کے ایک بڑے جلسہ میں یہ الہام بھی سنا دیا تھا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کہ مَیں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کے درپے ہو۔ مگر تعصب ایسا بڑھا ہوا تھا کہ یہ الہامی آواز اس کے کان تک نہ پہنچ سکی اس نے چاہا کہ قوم کے دلوں میں یہ بات جم جائے کہ یہ شخص ایک حرف عربی کا نہیں جانتا پر خدا نے اسے دکھلا دیا کہ یہ بات الٹ کر اسی پر پڑی۔ یہ وہی الہام ہے جو کہا گیا تھا کہ مَیں اُسی کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کے درپے ہوگا۔ سبحان اللہ کیسے وہ قادر اور غریبوں کا حامی ہے۔ پھر لوگ ڈرتے نہیں۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں کہ وہی شخص جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ جاہل ہے اور ایک صیغہ تک اس کو معلوم نہیں وہ ان تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری **تفسیر** کے مقابل پر تفسیر بناؤ تو **ہزار روپے انعام لو** اور نور الحق کے مقابل پر بناؤ تو **پانچ ہزار روپیہ پہلے** رکھا لو اور کوئی مولوی دم نہیں مارتا۔ کیا یہی مولویت ہے جس کے بھروسہ سے **مجھے** کافر ٹھہرایا تھا۔ اَیُّھَا الشَّیْخ اب وہ الہام پورا ہوا یا کچھ کسر ہے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ مَیں نے اسی **فیصلہ** کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تا شیخ بطالوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتوے لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھل جائے، کتاب **کرامات الصادقین** عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ **نور الحق** بھی عربی میں تالیف کیا۔ اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام مکفر مولویوں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا۔ اور اگر نور الحق کے مقابل پر رسالہ لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا۔ لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے۔ اور جو تاریخ ہم نے اس درخواست کے لئے مقرر کی تھی یعنی اخیر جون 1894ء وہ گزر گئی۔ شیخ صاحب کی اس خاموشی سے ثابت ہوگیا کہ وہ علم عربی سے آپ ہی بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ اوّل درجہ کے دروغ گو اور کاذب اور بے شرم ہیں کیونکہ انہوں نے تو تقریرًا و تحریرًا صاف اشتہار دے دیا تھا کہ یہ شخص علم عربی سے محروم اور جاہل ہے یعنی ایک لفظ تک عربی سے نہیں جانتا تو پھر ایسے ضروری مقابلہ کے وقت جس میں اُن پر فرض ہو چکا تھا کہ وہ اپنی علمیت ظاہر کرتے کیوں ایسے چُپ ہو گئے کہ گویا وہ اس دنیا میں نہیں ہیں **خیال کرنا چاہئے** کہ ہم نے کس قدر تاکید سے اُن کو میدان میں بلایا اور کن کن الفاظ سے اُن کو غیرت دلانا چاہا مگر انہوں نے اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے صرف اس خیال سے کہ شیخ صاحب کی عربی دانی کا دعویٰ بھی فیصلہ پا جائے رسالہ نور الحق میں **یہ اشتہار دے دیا** کہ اگر شیخ صاحب عرصہ تین ماہ میں اسی قدر کتاب تحریر کر کے شائع کر دیں اور وہ کتاب درحقیقت جمیع لوازم بلاغت و فصاحت و التزام حق اور حکمت میں نور الحق کے ثانی ہو تو تین ہزار روپیہ نقد بطور انعام شیخ صاحب کو دیا جائیگا اور نیز الہام کے جھوٹا ٹھہرانے کیلئے بھی ایک سہل اور صاف راستہ ان کو مل جائے گا اور **ہزار لعنت** کے داغ سے بھی بچ جائیں گے۔ ورنہ وہ نہ صرف مغلوب بلکہ الہام کے مصداق ٹھہریں گے۔ مگر شیخ صاحب نے ان باتوں میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہ کی اور کچھ بھی غیرت مندی نہ دکھلائی۔ **اس کا کیا سبب تھا؟** بس یہی کہ یہ مقابلہ شیخ صاحب کی طاقت سے باہر ہے سو ناچار انہوں نے اپنی رسوائی کو قبول کرلیا اور اس طرف رخ نہ کیا یہ اسی الہام کی تصدیق ہے کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ شیخ صاحب نے منبروں پر چڑھ چڑھ کر صدہا آدمیوں میں صدہا موقعوں میں بار بار اِس عاجز کی نسبت بیان کیا کہ یہ شخص زبان عربی سے محض بے خبر اور علوم دین سے محض نا آشنا ہے ایک جاہل آدمی ہے اور کذاب اور دجّال ہے اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ صدہا خط اسی مضمون کے اپنے دوستوں کو لکھے اور جا بجا یہی مضمون شائع کیا۔ اور اپنے جاہل دوستوں کے دلوں میں بٹھا دیا کہ یہی سچ ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اِس متکبر کا غرور توڑے اور اس گردن کش کی گردن کو مروڑے اور اس کو دکھلا وے کہ کیونکر وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ سو اس کی توفیق اور مدد اور خاص اس کی تعلیم اور تفہیم سے یہ کتابیں تالیف ہوئیں اور ہم نے کرامات الصادقین اور نور الحق کے لئے آخری تاریخ درخواست مقابلہ کی اس مولوی اور تمام مخالفوں کے لئے اخیر جون 1894ء مقرر کی تھی جو گزر گئی۔ (سِرُّ الخلافہ رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 398)

کتاب کرامات الصادقین اور پھر کتاب نور الحق کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1894 میں ایک اور نہایت ہی معرکۃ الآراء کتاب ”سِرُّ الخِلَافَۃ“ فصیح و بلیغ عربی میں تصنیف فرمائی اور اس کے مقابلہ کے لئے بھی محمد حسین بٹالوی کو آپؑ نے دعوت دی۔

آپؑ نے کتاب کے ٹائٹل پیج میں تحریر فرمایا کہ :

”یہ کتاب شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور افحام اور ان کی مولویت کی حقیقت کھولنے کیلئے بوعدہ انعام ستائیس روپے شائع ہوئی ہے۔ ستائیس دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے اور یہ ستائیس دن روزِ اشاعت سے محسوب ہونگے“

آپؑ نے اس کتاب کی غرض و غایت اور اس کی عظمت اور شوکت کے متعلق ٹائٹل پیج میں تحریر فرمایا کہ :

”یہ کتاب اہل تشیع اور اہل سنّت کے درمیان فیصلہ کرتی ہے اور امرِ خلافت میں حق کی طرف راہنمائی کرتی اور مخالفوں کے عذرات کا سدباب کرتی ہے۔ مفتریوں کی کذب بیانی کو ظاہر کرتی ہے اور اس کا انکار صرف وہی کرتا ہے جس نے بے حیائی کا لبادہ پہنا ہوا ہے اور حق و صداقت سے عاری ہے اور کاذبوں کی پیروی کرتا ہے۔“

اور ٹائٹل پیج میں ہی اپنے ایک عربی شعر میں فرمایا :

کِتَابٌ عَزِیْزٌ مُحْکَمٌ یُفْحِمُ العِدَا ......☆...... فَنَحْمَدُ بَارِءَنَا عَلٰی مَا اَسْعَدَا

یعنی یہ مضبوط غالب کتاب ہے جو دشمنوں کو لاجواب کر دیتی ہے پس ہم اپنے خدائے باری کی تعریف بیان کرتے ہیں جو اُس نے یہ سعادت بخشی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب سرّ الخلافہ کا مقابلہ کرنے اور اس جیسی کتاب تالیف کرنے پر محمد حسین بٹالوی کے لئے ستائیس روپے کا انعام رکھا۔ اور اس کی غلطیاں نکالنے پر فی غلطی ایک روپیہ اور پھر بعد میں اضافہ کر کے فی غلطی دو روپے کا انعام رکھا بشرطیکہ محمد حسین بٹالوی بھی بالمقابل رسالہ تالیف کرے۔ محض نکتہ چینی کی اجازت آپ نے نہیں دی جب تک کہ بالمقابل رسالہ لکھ کر وہ اپنا عالم ہونا ثابت نہ کریں وگرنہ نکتہ چینی تو کوئی بھی کرسکتا ہے۔ ان تمام امور کا ذکر ہم انشاء اللہ آئندہ شماروں میں کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ☆☆

خطبہ جمعہ

تین موقعے ایسے آئے ہیں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی ہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد، ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان

غزوۂ ذات الرقاع، فتح مکہ، غزوۂ تبوک کے بعض واقعات نیز حضرت عثمانؓ کے دور میں ہونے والی فتوحات کا تذکرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کی رات ایک صالح شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دیا گیا ہے اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت عمرؓ سے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5رفروری 2021ء بمطابق 5رتبلیغ 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ ایک غزوہ تھا غزوۂ ذات الرقاع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں غطفان کے قبیلہ بنوثَعْلَبہ اور بنومُحَارِب پر حملہ کیلئے چار سو یا ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اور مدینہ میں حضرت عثمانؓ کو امیر مقرر فرمایا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر غفاریؓ کو امیر مقرر فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں نَخْل مقام پر پہنچے جسے ذَاتُ الرِّقَاع کہتے ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کیلئے بڑا لشکر تیار تھا۔ دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے تاہم جنگ نہ ہوئی اور لوگ ایک دوسرے سے خوفزدہ رہے۔ اسی جنگ کے دوران پہلی مرتبہ مسلمانوں نے صلوٰۃِ خوف ادا کی۔

(سیرت ابن ہشام، صفحہ 614 تا 615، غزوۃ ذات الرقاع، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء) (طبقات الکبری لابن سعد، جزء 2، صفحہ 280، غزوۃ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

اس غزوہ کی وجہ تسمیہ کے بارہ میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ اسے ذات الرقاع اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحابہ نے اپنے جھنڈوں میں پیوند لگائے ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں درخت یا پہاڑ تھا جس کا نام ذات الرقاع ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک حملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم چھ آدمی تھے۔ ہمارے پاس ایک مشترکہ اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں پھٹ گئے یعنی غزوہ میں چھ آدمی نہیں تھے۔ یہ چھ آدمی اس اونٹ کیلئے تھے۔ اور میرے دونوں پاؤں بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن گر گئے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹتے تھے۔ اس لیے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں والی لڑائی رکھا گیا کیونکہ ہم کپڑوں کے ٹکڑے اپنے پیروں پر باندھے ہوئے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوہ ذات الرّقاع، حدیث نمبر 4128)

یہ ایک نوٹ ہے وہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ ریسرچ سیل نے ٹھیک نوٹ لکھا ہے کہ کتب تاریخ وسِیَر کے مطابق غزوۂ ذات الرقاع چار ہجری میں ہوا تھا جبکہ امام بخاری نے اس غزوہ کو غزوۂ خیبر کے بعد قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس غزوہ میں شامل ہوئے تھے اور وہ غزوۂ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اس لیے سات ہجری کی تاریخ اس غزوہ کی زیادہ قرین قیاس ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 614، غزوۃ ذات الرقاع، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء) (الطبقات الکبری لابن سعد، الجزء 2، صفحہ 280، غزوۃ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوہ ذات الرّقاع، حدیث نمبر 4128)

فتح مکہ کے ضمن میں جو روایات ہیں جو 8ر ہجری میں ہوئی اس میں ایک تفصیلی روایت سنن نسائی میں یوں مذکور ہے جس میں فتح مکہ کے موقع پر ان افراد کی تفصیل بیان ہوئی ہے جن کے قتل کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ارشاد جاری ہوا تھا۔ حضرت مُصْعَبْ بن سَعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ باقی سب کفار کو امان دے دی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ان چار کو قتل کر دو خواہ تم انہیں کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے پاؤ۔ وہ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خَطَل، مَقِیس بن صُبَابَہ اور عبداللہ بن سعد بن اَبِی سَرح تھے۔ عبداللہ بن خَطَل جب پکڑا گیا تو اس نے خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑا ہوا تھا۔ حضرت سعید بن حُرَیْثؓ اور حضرت عَمَّار بن یاسرؓ دونوں اس کی طرف لپکے اور سعیدؓ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ مَقِیس کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اسے قتل کر دیا۔ عکرمہ سمندر کی طرف بھاگ گیا۔ کشتی پر سوار لوگوں کو سمندری طوفان نے آلیا۔ اس پر کشتی والوں نے کہا تم لوگ اخلاص اور سچائی سے کام لو کیونکہ تمہارے معبود یہاں کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔ اس پر عکرمہ نے کہا بخدا! مجھے سمندر میں اگر کوئی چیز بچائے گی تو اخلاص وسچائی ہے اور خشکی پر بھی اخلاص وسچائی ہی مجھے بچائے گی۔ اے اللہ! میں تجھ سے پختہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تُو مجھے اس طوفان سے محفوظ رکھے تو میں ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھوں گا اور مَیں ضرور انہیں عفو کرنے والا اور کریم پاؤں گا۔ پھر وہ واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس بارہ میں زیادہ مشہور روایت تو یہی ہے کہ جہاز پر چڑھنے سے پہلے ہی اس کی بیوی نے آ کر اسے قائل کر لیا تھا اور واپس لے گئی تھی۔ یہ روایت بھی آگے آ جائے گی۔ بہرحال یہ سنن نسائی کی ایک روایت ہے۔ جہاں تک عبداللہ بن ابی سرح کا تعلق ہے تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاں چھپ گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمانؓ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے اور عرض کی یا رسول اللہؐ! عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیں۔ آپؐ نے اپنا سر اٹھا کر اس کی طرف تین مرتبہ دیکھا اور تینوں مرتبہ انکار کیا۔ بہرحال آخر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی اور پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی صاحبِ عقل شخص نہ تھا جو اس شخص کو قتل کر دیتا جس کی بیعت لینے سے میں نے تخلف کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہمیں کیسے علم ہوتا کہ آپؐ کے دل میں کیا تھا۔ آپؐ نے کیوں نہ آنکھ سے ہمیں اشارہ کیا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ آنکھوں کی خیانت کا مرتکب ہو۔ یہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی ہے۔ البتہ سنن ابوداؤد میں ایک دوسری روایت بھی موجود ہے لیکن اس روایت کے آخری فقرات یعنی اس کو قتل کرنے وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس روایت میں بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اسے شیطان نے بہکا دیا۔ وہ کفار سے مل گیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کیلئے پناہ طلب کی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پناہ دے دی۔

(سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب الحکم فی المرتد، حدیث 4072) (سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فی من ارتد، حدیث 4358-4359)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ قتل کرنا تھا کیوں نہیں قتل کیا؟ اس کے بارے میں ایک وضاحت یہ بھی کی جاتی ہے کہ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو یہ فرمانا کہ جب میں نے بیعت لینے میں تامل کیا تو تم لوگوں نے اس کو قتل کیوں نہ کر دیا محلِ نظر ہے کیونکہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیعت نہ لینا چاہتے اور اسکے قتل کے فیصلہ پر قائم رہنا پسند فرماتے تو اس کو قتل کرنے کا ارشاد فرما سکتے تھے۔ آپؐ فاتح تھے، سربراہِ ریاست تھے اور اسکے قتل کا فیصلہ بھی مبنی بر انصاف تھا۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس روایت میں کسی راوی کی اپنی رائے یا خیال شامل ہو گیا ہو۔ مزید برآں یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود نہیں ہے اور ابوداؤد میں اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس میں قتل کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر 15 کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ یوں بیان کرتے ہیں کہ

”اس آیت کے ساتھ ایک تاریخی واقعہ بھی وابستہ ہے جس کا یہاں بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب وحی تھا جس کا نام عبداللہ بن ابی سرح تھا۔ آپؐ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے۔ ایک دن آپؐ یہی آیتیں اسے لکھوا رہے تھے۔ جب آپ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وحی ہے۔ اس کو لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیتوں کے نتیجہ میں یہ آیت طبعی طور پر آپ ہی بن جاتی ہے۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپؐ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان میں ایک عبداللہ بن ابی سرح بھی تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں تین دن چھپا رہا۔ ایک دن جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ابی سرح کو بھی آپؐ کی خدمت میں لے گئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو کچھ دیر تامل فرمایا مگر پھر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی۔ اور اس

طرح دوبارہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔“ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 139)

سنن نسائی کی بیان کردہ روایت میں عکرمہ بن ابوجہل کے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے جبکہ کتب سیرت میں اس کے اسلام قبول کرنے کی جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا ذرا مختلف ہیں کہ عکرمہ بن ابوجہل ان لوگوں میں سے تھا جن کے قتل کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا ہوا تھا۔ عکرمہ اور اس کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا اور وہ مسلمانوں پر بہت زیادہ سختی کرتا تھا۔ جب اسے علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بہانے کا حکم دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نے بعد اس کے کہ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا اس کا پیچھا کیا اور اس نے عکرمہ کو سمندر کے ساحل پر پایا جب وہ کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس نے عکرمہ کو تب پایا جبکہ وہ کشتی میں سوار ہو چکا تھا۔ اس نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے روکا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! مَیں تمہارے پاس اس انسان کی طرف سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑنے والے اور لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہیں۔ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈال کیونکہ میں تمہارے لیے امان طلب کر چکی ہوں۔ اس پر وہ اپنی بیوی کے ساتھ آیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا اور اس کا اسلام بہت خوبصورت رہا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب عکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تُو نے سچ کہا۔ یقیناً تُو امن میں ہے۔ اس پر عکرمہ نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس نے اپنا سر شرم سے نیچے جھکا لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے عکرمہ! تُو مجھ سے جو بھی چیز مانگے گا اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں گا تو ضرور تجھے دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اس عداوت کے لیے بخشش کی دعا کردیں جو میں نے آپؐ سے روا رکھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! عکرمہ کی ہر وہ عداوت اس کو بخش دے جو اس نے مجھ سے روا رکھی یا ہر وہ بُری بات بخش دے جو اس نے کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے سرشار اٹھے اور اپنی چادر اس پر ڈال دی اور فرمایا: خوش آمدید اس شخص کو جو ایمان لانے کی حالت میں اور ہجرت کرنے کی حالت میں ہمارے پاس آیا۔ عکرمہ بعد میں بڑے جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

عکرمہ کے ایمان لانے سے وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیان فرمائی تھی کہ آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ جنت میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں انگور کا ایک خوشہ دیکھا جو آپؐ کو بہت اچھا لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس کیلئے ہے تو کہا گیا کہ ابوجہل کیلئے ہے۔ یہ بات آپؐ پر گراں گزری۔ آپ کو اچھی نہیں لگی، پریشان ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: جنت میں تو سوائے مومن جان کے اَور کوئی داخل نہیں ہوتا تو یہ ابو جہل کیلئے کس طرح؟ پھر جب عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو آپؐ اس سے خوش ہوئے اور اس خوشہ کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ اس سے مراد عکرمہ تھا۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 3، صفحہ 132-133، باب ذکر مغازیہ غزوۂ فتح مکّہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

غزوۂ تبوک جو رجب 9/ہجری میں ہوئی اس غزوۂ تبوک کو جَیْشُ الْعُسْرَۃ یعنی تنگی والا لشکر بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ کی تیاری کیلئے حضرت عثمانؓ کو جس مالی خدمت کی توفیق ملی اس کا تذکرہ یوں ملتا ہے کہ غزوۂ تبوک کو جیش العسرۃ یعنی تنگی والا لشکر بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ کی تیاری کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریک فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے شام کی طرف تجارت کی غرض سے تیار کیا جانے والا اپنا سو اونٹوں کا قافلہ ان کے کجاووں اور پالانوں سمیت پیش کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تحریک فرمائی تو اس غزوہ کی ضروریات کے پیشِ نظر حضرت عثمانؓ نے مزید سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کر پیش کر دیے۔ آپؐ نے پھر تحریک فرمائی تو تیسری مرتبہ حضرت عثمانؓ نے پھر مزید ایک سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کے آپؐ کی خدمت میں پیش کیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر سے نیچے اترے تو آپؐ نے فرمایا مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ اسکے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اسکے بعد عثمان جو بھی کرے اسکا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اسکے علاوہ حضرت عثمانؓ نے دو سو اوقیہ سونا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈال دیے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھولی میں پڑے دیناروں کو الٹتے پلٹتے رہے اور دو مرتبہ فرمایا: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے گا اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر دس ہزار دینار عطا کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کیلئے یہ دعا کی۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا يُبَالِيْ مَا عَمِلَ بَعْدَهَا کہ اے عثمان! اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہیے۔

ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس جنگ کی تیاری کیلئے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کیے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ سے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ معاف فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس عمل کے بعد یہ جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّيْ عَنْهُ رَاضٍ کہ اے اللہ! تُو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ مَیں اس سے راضی ہوں۔ (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، جلد 4، صفحہ 66، 68 تا 71، غزوۃ تبوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان...........حدیث 3701، 3700)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”صحابہ نے بعض دفعہ اپنے گھر کا مال و اسباب بیچ کر جنگ کے اخراجات پورے کیے بلکہ یہ بھی نظر آتا کہ بعض دفعہ انہوں نے اپنی جائیدادیں بیچ کر دوسروں پر خرچ کر دیں اور ان کیلئے تمام ضروریات مہیا کیں۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کہ فلاں سفر پر ہماری فوج جانے والی ہے مگر مومنوں کے پاس کوئی چیز نہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اٹھے اور آپؓ نے اپنا اندوختہ نکال کر وہ رقم مسلمانوں کے اخراجات کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تو فرمایا عثمانؓ نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک کنواں بک رہا تھا۔ مسلمانوں کو چونکہ ان دنوں پانی کی بہت تکلیف تھی اس لیے آپؐ نے اس موقع پر پھر فرمایا کوئی ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں حاضر ہوں۔ چنانچہ آپؓ نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ عثمان نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک اَور موقع پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی الفاظ کہے۔ غرض تین موقعے ایسے آئے ہیں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی ہے۔“ (خطبات محمود، جلد 19، صفحہ 98-99، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18/فروری 1938ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بارہا یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے جنت خرید لی اور وہ جنتی ہیں اور ایک دفعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے دوبارہ بیعت لی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ میں اس کی طرف سے اپنے ہاتھ پر رکھتا ہوں۔ اس طرح آپؐ نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور پھر ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا اے عثمان! خدا تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ منافق چاہیں گے کہ وہ تیری اس قمیص کو اتار دیں مگر تُو اس قمیص کو اُتاریو نہیں۔“ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہیں کہ اس قمیص کو نہ اتارنا اور جو تم سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں گے وہ منافق ہوں گے۔“ (خطبات محمود، جلد 19، صفحہ 100، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18 فروری 1938ء)

تو اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ لوگ جو بھی تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دی۔

حضرت خلیفہ ثالثؒ نے ایک جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ ”جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ضرورت حقہ کو رکھا اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی انہیں تلقین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنا سارا مال لے کر آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا اور اسکے علاوہ آپؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔“

(خطبات ناصر، جلد 2، صفحہ 341، خطبہ جمعہ فرمودہ 18/اکتوبر 1968ء)

حضرت عثمانؓ کا حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کیا کردار تھا اور آپ کا مقام اور مرتبہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکرؓ آپ کو کس طرح کا مقام دیتے تھے۔ کیا سمجھتے تھے؟ حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں حضرت عثمانؓ ان صحابہ اور اہل شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین مسائل میں رائے لی جاتی تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر دیا تو روم پر چڑھائی کرنے اور مختلف اطراف میں مجاہدین کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ بعض صحابہ نے مشورہ دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے مزید مشورہ طلب فرمایا جس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپؓ اس دین کے ماننے والوں کے خیر خواہ اور مشفق ہیں۔ پس آپؓ جس رائے کو عام لوگوں کیلئے مفید سمجھیں تو اس پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیں کیونکہ آپؓ کے بارے میں بدظنی نہیں کی جاسکتی۔ یعنی حضرت ابوبکر کو عرض کیا کہ آپؓ کے بارے میں بدظنی نہیں کی جاسکتی۔ اس پر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور اس مجلس میں موجود مہاجرین و انصار نے کہا حضرت عثمانؓ نے سچ کہا ہے۔ آپؓ جو مناسب سمجھیں کر گزریں۔ ہم نہ تو آپؓ کی مخالفت کریں گے اور نہ ہی آپؓ پر کوئی الزام لگائیں گے۔ اسکے بعد حضرت علیؓ نے گفتگو کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بیان کیا جس کا وہ اہل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر اسلام کے ذریعے سے فضل نازل فرمایا اور جہاد کے ذریعہ تمہیں عزت بخشی اور اس دین کے ذریعہ تم لوگوں کو تمام ادیان پر فضیلت بخشی۔ پس اے اللہ کے بندو! ملک شام میں روم کے ساتھ جنگ کیلئے لشکر کی تیاری کرو۔

(ماخوذ از تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد 1، جز 2، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی 2001ء)

حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ حضرت اَبان بن سعیدؓ کے بعد کس کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا جائے تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا اس آدمی کو بھیجیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں پر گورنر مقرر فرمایا تھا اور وہ ان کے قبول اسلام اور اطاعت کرنے کا موجب ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے اور ان کے علاقے سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ وہ علاء بن حَضرَمی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے علاء بن حَضرَمی کو بحرین بھیجنے پر اتفاق کر لیا۔ (کنز العمال، جلد 3، جز 5، صفحہ 248، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، روایت 14089 دار الکتب العلمیہ بیروت 2004ء)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ بارش نہیں ہوئی۔ لوگ حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آسمان بارش نہیں برسا رہا اور زمین فصلیں نہیں اگا رہی۔ لوگ سخت شدید مصیبت کا شکار ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم لوگ جاؤ اور شام تک صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی کو دور فرما دے گا۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا سو اونٹوں کا تجارتی قافلہ گندم یا کھانے کا سامان لادے شام سے

مدینہ پہنچ گیا۔اس کی خبر سن کر لوگ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔حضرت عثمانؓ لوگوں میں نکلے اور پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔لوگوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ قحط سالی کا زمانہ ہے۔آسمان بارش نہیں برسا رہا اور زمین بھی فصلیں نہیں اگا رہی۔لوگ شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس غلّہ ہے۔آپ اسے ہمارے پاس فروخت کر دیں تا کہ ہم اسے فقراء اور مساکین تک پہنچا دیں۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا: بہت اچھا! اندر آجاؤ۔اندر آ کے خرید لیں۔تاجر لوگ آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور غلے کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں پڑا ہوا پایا۔حضرت عثمانؓ نے تاجروں سے کہا جو سامان میں نے ملک شام سے، جو جہاں سے میں نے خریدا ہے میری قیمت خرید پر آپ کتنا منافع دیں گے؟ شام سے سامان لے کر آیا ہوں۔میں یہاں وہاں سے خرید کے لایا ہوں۔تم مجھے بتاؤ تم مجھے اس پر کتنا منافع دو گے؟ وہاں جتنے لوگ تھے کچھ مفت تقسیم کرنا چاہتے تھے کچھ تاجر تھے۔انہوں نے کہا کہ ہم دس کے بارہ دے دیں گے۔اگر اس کی قیمت دس درہم ہے تو ہم بارہ دے دیتے ہیں۔حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔تو انہوں نے کہا ہم دس کے پندرہ دے دیں گے۔دس کے بجائے ہم پندرہ دینے کو تیار ہیں۔حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔تاجروں نے کہا اے ابوعمرو! مدینہ میں تو ہمارے علاوہ اَور کوئی تاجر نہیں ہے۔تو کون آپ کو اس سے زیادہ دے رہا ہے۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے ہر درہم کے بدلے دس زیادہ دے رہا ہے۔ہر ایک کے بدلے میں دس گنا دے رہا ہے۔کیا آپ لوگ اس سے زیادہ دے سکتے ہیں۔انہوں نے کہا نہیں ہم تو اس سے زیادہ نہیں دے سکتے۔اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا: مَیں اللہ کو گواہ بناتے ہوئے اس غلے کو مسلمانوں کے فقراء پر صدقہ کرتا ہوں۔یعنی یہ سارے کا سارا غلہ میں غریبوں کو دیتا ہوں اور اس کی کوئی قیمت نہیں لوں گا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس دن یہ واقعہ ہوا، غلہ تقسیم کیا گیا، صدقہ دیا گیا میں نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔آپؐ ایک غیر عربی گھوڑے پر سوار ہیں جو بڑے جثے والا ہے۔آپؐ پر نور کی پوشاک ہے اور آپؐ کے پیروں میں نور کی جوتیاں ہیں اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپؐ جلدی میں ہیں۔مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کا اور آپؐ سے گفتگو کا بہت مشتاق ہوں۔آپؐ اتنی جلدی میں کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس! عثمان نے ایک صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے اور جنّت میں اس کی شادی کی ہے اور ہمیں ان کی شادی میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

(سیرۃ امیر المومنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی، صفحہ 51-52، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

حضرت عثمانؓ کا ''حضرت عمرؓ کے عہد میں کردار اور مقام اور مرتبہ'' کے بارے میں یہ چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے بڑے صحابہ سے بیت المال سے اپنے وظیفہ کے متعلق مشورہ کیا۔اس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا۔کھائیے اور کھلائیے۔

(سیرۃ امیر المومنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی، صفحہ 53، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

جو آپ کی ضروریات ہیں آپ پوری کریں اور جو لوگوں کی ضروریات ہیں وہ بھی پوری کریں۔کوئی فکس (fix) کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور مال کی کثرت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ میں سے بعض کو اس مال کے بارے میں مشاورت کیلئے اکٹھا کیا۔حضرت عثمانؓ نے عرض کیا: مَیں دیکھتا ہوں کہ مال بہت ہو گیا ہے جو لوگوں کیلئے کافی ہے۔اگر لوگوں کے اعداد و شمار اکٹھے نہ کیے گئے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس نے لے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا تو مجھے ڈر ہے کہ مشکلات پیدا ہوں گی۔بعض دفعہ لوگ دو دو دفعہ لے جائیں گے۔باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے۔کھاتے بننے چاہئیں۔اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے کو اختیار فرمایا اور مردم شماری کر کے لوگوں کے نام رجسٹروں میں محفوظ کرنے کا کام عمل میں آیا۔

(سیرۃ امیر المومنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی، صفحہ 54، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

اور پھر باقاعدہ اس کے حساب سے ہر ایک کو امداد ملنی شروع ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی ہے۔اس کا پہلے اشارۃً قمیص پہننے کا اور منافقوں کا قمیص اتارنے کا ذکر ہو چکا ہے۔حضرت اَبُو بَکْرَہ سے یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھی ہے۔ایک شخص نے کہا۔میں نے دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے اترا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو تولا گیا تو آپؐ ابوبکر سے بھاری نکلے۔پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو تولا گیا تو حضرت ابوبکرؓ بھاری نکلے۔پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو تولا گیا تو حضرت عمرؓ بھاری نکلے۔پھر ترازو اٹھا لیا گیا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ناپسندیدگی دیکھی۔آپؐ نے اس خواب پر خوشی کا اظہار نہیں کیا۔بڑی ناپسندیدگی ہوئی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث نمبر 4634)

ایک اَور روایت یوں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات ایک صالح شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دیا گیا ہے اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر سے اور حضرت عثمان کو حضرت عمرؓ سے۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح سے مراد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے جوڑے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس امر یعنی دین کے والی ہوں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث نمبر 4636)

حضرت سَمُرَہ بن جُنْدُبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا۔پہلے حضرت ابوبکر آئے تو اس کی دونوں لکڑیاں پکڑ کر اس میں سے تھوڑا سا پیا۔پھر عمر آئے تو اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔پھر عثمان آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور خوب سیر ہو کر پیا۔پھر حضرت علی آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں تو وہ چھلک گیا اور اس میں سے کچھ ان کے اوپر بھی پڑ گیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث نمبر 4637)

خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے یہ بھی اشارہ تھا اور علیؓ کے ساتھ جو سارا دور گزرا وہ مشکلات کا ہی تھا۔اس طرف اشارہ تھا کہ صحیح طرح پینے کا موقع نہیں ملا۔

حضرت عثمانؓ کے انتخابِ خلافت کیلئے جو مجلس شوریٰ قائم ہوئی تھی اس بارے میں حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمَہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ اپنے اوپر ہونے والے حملے کے بعد جب ابھی ٹھیک تھے تو آپؓ سے بار بار درخواست کی جاتی کہ آپؓ کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں لیکن آپؓ انکار فرماتے۔ایک روز آپؓ منبر پر تشریف لائے اور چند کلمات کہے اور فرمایا اگر مَیں مر جاؤں تو تمہارا معاملہ ان چھ افراد کے ذمہ ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں جدا ہوئے جبکہ آپؐ ان سے راضی تھے۔علی بن ابوطالبؓ اور آپؓ کے نظیر زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے نظیر عثمان بن عفانؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ اور آپؓ کے نظیر سعد بن مالکؓ۔پھر آپؓ نے فرمایا خبردار! مَیں تم سب کو فیصلہ کرنے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور تقسیم میں انصاف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے انتخابِ خلافت کیلئے مجلس شوریٰ کے اراکین سے کہا کہ اپنے اس معاملے میں باہم مشورہ کرو۔پھر اگر دونوں طرف دو دو ووٹ ہوں تو دوبارہ مشورہ کرو اور اگر چار اور دو ووٹ ہوں تو پھر جس کے ووٹ زیادہ ہوں اسے اختیار کرو۔زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر دونوں طرف تین تین ووٹ ہوں تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں گے اس طرف کے لوگوں کی سننا اور اطاعت کرنا۔

عبدالرحمٰن بن سعید بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے فرمایا صہیبؓ تم لوگوں کو تین دن تک نماز پڑھائیں گے۔یعنی کہ صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔پھر فرمایا: اپنے اس معاملے میں یعنی خلافت کے بارے میں مشاورت کرو اور یہ معاملہ ان چھ افراد کے سپرد ہے۔پھر اسکے بعد جو تمہاری مخالفت کرے اسکی گردن اڑا دو۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے کچھ دیر قبل حضرت ابوطلحہؓ کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے ابوطلحہ! تُو اپنی قوم انصار میں سے پچاس افراد کو لے کر ان اصحاب شوریٰ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کر لیں۔اے اللہ! تو ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت عمرؓ کی قبر تیار ہوتے وقت کچھ دیر رکے اور اس کے بعد اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہی رہے۔پھر جب ان اصحاب شوریٰ نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ وہ جسے چاہیں امیر مقرر کر دیں تو حضرت ابوطلحہؓ اس وقت تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر کے دروازے پر رہے جب تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت نہ کر لی۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔پھر اسکے بعد حضرت علیؓ نے۔حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام عمر بن عُمَیْرَہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔اسکے بعد لوگوں نے پے در پے آپؓ کی بیعت کی۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 34-35، ذکر الشوریٰ وما کان من امرھم، ذکر بیعۃ عثمان ...... ، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی آخری بیماری میں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو نصائح اور مجلس شوریٰ کے حوالے سے جو تفصیل بیان ہوئی ہے اسکا ذکر یوں ملتا ہے کہ لوگوں نے کہا امیر المومنین! وصیت کر دیں۔کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیں۔انہوں نے فرمایا میں اس خلافت کا حقدار ان چند لوگوں میں سے بڑھ کر اَور کسی کو نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی تھے اور انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ شریک رہے گا اور اس خلافت میں اس کا کوئی حق نہیں۔یہ روایت پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں۔اس لیے یہاں مختصر بیان کرتا ہوں۔بہر حال حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد جب ان کی تدفین سے فراغت ہوئی تو وہ آدمی جمع ہوئے جن کا نام حضرت عمرؓ نے لیا تھا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو۔حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت علیؓ کو دیا اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کو دیا اور حضرت سعدؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیا۔حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے کہا آپ دونوں میں سے جو بھی اس امر سے دستبردار ہو گا ہم اسی کے حوالے اس معاملے کو کر دیں گے اور اللہ اور اسلام اس کا نگران ہو گا یعنی انتخاب خلافت کا معاملہ اسکے سپرد کر دیا جائے گا۔ان میں سے اسی کو تجویز کرے گا جو اس کے نزدیک افضل ہے۔اس بات نے دونوں بزرگوں کو خاموش کر دیا۔پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ کیا آپ اس معاملے کو میرے سپرد کرتے ہیں اور اللہ میرا نگران ہے کہ جو آپ میں سے افضل ہے اس کو تجویز کرنے کے متعلق کوئی بھی کمی نہیں کروں گا۔پھر یہی ہے کہ میرے سپرد کر دو۔اب اس کمیٹی کی جو صدارت ہے وہ پھر میرے سپرد ہو جائے گی۔پہلے تو ان دونوں سے کہا کہ کسی ایک کو صدر بنا دیا جائے۔انہوں نے کہا وہ علیحدہ نہیں ہوتے، دستبردار نہیں ہوتے تو انہوں نے کہا اچھا پھر میں اس معاملے سے دستبردار ہوتا ہوں اور صدارت اس طرح ہو گی۔بہر حال انہوں نے کہا پھر میں جو فیصلہ کروں گا وہ انصاف سے کروں گا اور اللہ میرا نگران ہے۔ان دونوں نے کہا اچھا۔پھر عبدالرحمٰن ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئے اور کہنے لگے آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ کا تعلق ہے اور اسلام میں آپ کا جو مقام ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔اللہ آپ کا نگران ہے۔بتائیں اگر میں آپ کو امیر بناؤں تو کیا آپ ضرور انصاف کریں گے؟ اور اگر میں عثمان کو امیر بناؤں تو آپ اس کی

بات سنیں گے اور ان کا حکم مانیں گے؟ یعنی پہلے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ ان سے پوچھا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ دوسرے کو تنہائی میں لے گئے یعنی اب حضرت عثمانؓ کی باری آئی اور ان سے بھی ویسے ہی کہا جب انہوں نے پختہ عہد لے لیا تو پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ اپنا ہاتھ اٹھائیں اور انہوں نے ان سے بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی اور گھر والے اندر آ گئے اور انہوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قصة البیعة، حدیث 3700)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرؓ کی وفات اور حضرت عثمانؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کی بابت بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے محسوس کیا کہ اب آپ کا آخری وقت قریب ہے تو آپؓ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی آپ نے اس مشورہ میں شریک کرنے کیلئے مقرر فرمایا مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں اور تین دن کیلئے صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی مقداد بن الاسودؓ کے سپرد کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے فیصلہ کرنے پر مجبور کریں اور خود تلوار لے کر دروازہ پر پہرہ دیتے رہیں۔ اور فرمایا کہ جس پر کثرت رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کر دو لیکن اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمرؓ ان میں سے جس کو تجویز کریں وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلہ پر وہ راضی نہ ہوں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں وہ خلیفہ ہو۔ آخر پانچوں اصحاب نے مشورہ کیا (کیونکہ طلحہؓ اس وقت مدینہ میں نہیں تھے) مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بہت لمبی بحث کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اچھا جو شخص اپنا نام واپس لینا چاہتا ہے وہ بولے۔ جب سب خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا’’ کہ میں بھی لیتا ہوں’’پھر باقی دو نے‘‘ بھی کہا۔’’حضرت علیؓ خاموش رہے۔ آخر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے عہد لیا کہ وہ فیصلہ کرنے میں کوئی رعایت نہیں کریں گے۔ انہوں نے عہد کیا اور سب کام ان کے سپرد ہو گیا۔‘‘ یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد ہو گیا۔’’حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن مدینہ کے ہر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں سے پوچھا کہ ان کی رائے کس شخص کی خلافت کے حق میں ہے۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔‘‘

(خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 484-485)

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی 29 ذوالحجہ 23 ہجری کو پیر کے روز بیعت کی گئی۔

نَزَّال بن سَبْرَہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ہم نے باقی رہ جانے والوں میں سے سب سے بہترین شخص کا انتخاب کیا ہے اور ہم نے اس انتخاب میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

حضرت عثمانؓ نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جب پہلا خطاب فرمایا تو اس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوربیعہ مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی گئی تو آپ یعنی حضرت عثمانؓ لوگوں میں تشریف لائے اور ان سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! پہلے پہل جو کام کیا جائے وہ مشکل ہوتا ہے۔ نیا نیا کام کوئی پہلی دفعہ کر رہا ہو تو مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور بھی دن آنے والے ہیں اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ تمہارے سامنے مناسب خطاب بھی کر سکوں گا۔ آج تو یہ مختصر خطاب کر رہا ہوں۔ آئندہ دن بھی آئیں گے میں مناسب خطاب کروں گا۔ پھر فرمایا: ہم کوئی خطیب نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہمیں سکھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ خطاب کرنے کے طریقے بھی سکھا دے گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 35، عثمان بن عفان، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

بدر بن عثمان اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی تو آپؓ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپؓ ان سب سے زیادہ غمگین تھے۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر آئے اور لوگوں سے خطاب کیا۔ آپؓ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا! یقیناً تم لوگ ایک ایسے گھر میں ہو جسے چھوڑ جانا ہے یعنی یہ دنیا اور تم عمر کے آخری حصوں میں ہو اس لیے موت سے پہلے پہل جس قدر نیک کام کر سکتے ہو کر لو۔ یقیناً تم موت کے گھیرے میں ہو اور یہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ خبردار! یقیناً دنیا مکر وفریب سے آراستہ ہے۔ پس تمہیں دنیاوی زندگی دھوکا نہ دے دے اور اللہ کے بارے میں سخت دھوکے باز شیطان تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرو اور پھر بھرپور کوشش کرو اور غافل نہ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل نہیں۔ وہ دنیادار اور ان کے بھائی کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو پھاڑا اور اسے آباد کیا اور ایک لمبا عرصہ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہے؟ کیا اس نے انہیں نکال باہر نہیں پھینکا؟ پس تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکا ہوا ہے اور آخرت کو طلب کرو۔ آخرت کو طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی مثال اور اس چیز کی جو بہترین ہے مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے: وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِیۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّیٰحُ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ۔ اَلۡمَالُ وَ الۡبَنُوۡنَ زِیۡنَةُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ اَمَلًا ۔ (الکہف:46-47)

الکہف کی یہ آیات ہیں۔ اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر جو ایسے پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا۔ پھر اسکے ساتھ زمین کی روئیدگی شامل ہو گئی۔ پھر وہ چُورا چُورا ہو گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔ اسکے بعد لوگ آپ کی بیعت کرنے کیلئے لپکے۔

(تاریخ طبری، جلد 5، صفحہ 87 س، نہ اربع وعشرین/ خطبۃ عثمان وقتل عبیداللہ بن عمر الھر مزان، دار الفکر بیروت 2002ء)

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جو فتوحات ہوئیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں درج ذیل علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا۔ فتح افریقیہ۔ یہ الجزائر اور مراکش کے علاقے ہیں۔ فتح اندلس، سپین 27/ہجری۔ فتح قبرص، سائپرس (cyprus)۔ 28/ہجری۔ فتح طبرستان 30/ہجری۔ فتح صَوَارِی۔ فتح آرمینیا۔ فتح خراسان 31/ہجری۔ بلادِ روم کی طرف پیش قدمی مَرْوُ رُوْذ، طَالَقَان، فَارِیَاب، جُوْزَجَان اور طَخَارِسْتَان کی فتوحات۔ بَلْخ، ہَرَات کی مہم 32/ہجری۔ اسکے علاوہ اس امر کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دَور میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہو گئی تھی۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد اول، صفحہ 165 تا 168، دار الاشاعت کراچی 2004)(البدایة والنہایة، جلد 10، صفحہ 237، سنة 31 دار ھجر 1998ء)(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 625، سنة 31ھ، وصفحہ 632، سنة 32، دار الکتب العلمیة بیروت 1987ء)(برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش از محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، صفحہ 65،63)

ان مہمات اور فتوحات کی مختصر تفصیل یوں ہے۔

27/ہجری میں حضرت عثمانؓ نے حضرت سعد بن ابی سرح کو دس ہزار فوج دے کر افریقیہ روانہ فرمایا۔ افریقیہ سے مراد وہی مراکش اور الجزائر کا علاقہ ہے۔ پس اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

اندلس، 27/ہجری، سپین۔ حضرت عثمان نے عبداللہ بن نافع بن حُصَین فِہری اور عبداللہ بن نافع بن عبدِ قیس فہری کو افریقیہ سے اندلس کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ پس یہ اَنْدَلُس کی طرف چلے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح سے نوازا۔

(البدایة والنہایة لابن کثیر، جزء 7، صفحہ 147-148، سنة 26، 27ھ، دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

فتح قبرص 28/ہجری۔ ابومَعْشَر کا قول ہے کہ قبرص 33/ہجری میں فتح ہوا۔ بعض لوگوں کے مطابق 27/ہجری میں قبرص کی جنگ لڑی گئی۔ تاریخ طبری اور بِدَایَہ وَالنِّھَایَہ دونوں نے اس کو 28/ہجری کے واقعات میں بیان کیا ہے۔ اس جنگ میں صحابہ میں سے حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عُبَادہ بن صامِتؓ اور آپ کی زوجہ حضرت اُمِّ حَرَام بنت مِلْحَانؓ، حضرت مِقدادؓ، حضرت ابودَرْدَاءؓ، حضرت شَدَّاد بن اوسؓ شامل تھے۔

قبرص ملک شام کے غربی جانب ایک اکیلا جزیرہ ہے۔ اس میں باغات اور کانیں بکثرت تھیں۔ قُبْرُص حضرت عثمانؓ کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت اور حکم سے امیر معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اس جنگ میں حضرت ام حَرام بنت مِلحانؓ بھی شامل تھیں جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔ اس جنگ سے واپسی پر آپ کیلئے سواری لائی گئی۔ آپ اس پر سوار ہوئیں لیکن اس پر سے گر پڑیں اور آپ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس سے آپ کی شہادت ہو گئی۔

(تاریخ الطبری، جلد 5، صفحہ 96، سنة 28ھ، دار الفکر 2002ء)(البدایة والنہایة لابن کثیر، جزء 7، صفحہ 148-149، سنة 28ھ، دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

دعا کی طرف تو آج بھی مَیں توجہ دلاتا ہوں۔ پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ ان کو پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو بھی دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن ہیں روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

طالبِ دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (آل عمران:134)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM

B.O AHMED FRUITS

Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)

Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تین عجیب واقعات

اس جنگ میں تین عجیب واقعات پیش آئے کہ اُن میں سے ایک تو خدا تعالیٰ کے ایک نشان پر دلالت کرتا ہے اور دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ پر۔ نشان تو یہ ہے کہ اس جنگ کے بعد جب خیبر کے رئیس کنانہ کی بیوی صفیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو آپ نے دیکھا کہ ان کے چہرہ پر کچھ لمبے لمبے نشان ہیں۔ آپ نے فرمایا صفیہؓ! تمہارے یہ نشان کیسے ہیں؟ اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! ایک دن میں نے ایک خواب دیکھی کہ چاند گر کر میری جھولی میں آ پڑا ہے۔ میں نے دوسرے دن یہ خواب اپنے خاوند کو سنائی میرے خاوند نے کہا یہ عجیب خواب ہے تمہارا باپ بڑا عالم آدمی ہے اُس کو چل کر یہ خواب سنانی چاہئے۔ چنانچہ میں نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کیا تو خواب سنتے ہی اُس نے زور سے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا نالائق! کیا تو عرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے! یہ اس نے اس لئے کہا کہ عرب کا قومی نشان چاند تھا۔ اگر کوئی خواب میں یہ دیکھتا کہ چاند اس کی جھولی میں آ پڑا ہے تو اس کی تعبیر یہ کی جاتی تھی کہ عرب کے بادشاہ کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا ہے اور اگر کوئی خواب دیکھتا کہ چاند پھٹ گیا ہے یا گر گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ کی جاتی تھی کہ عرب کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا ہے یا وہ تباہ ہو گئی ہے۔

یہ خواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک نشان ہے اور اس بات کا بھی نشان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو غیب کی خبریں دیتا رہتا ہے۔ گو مؤمنوں کو زیادہ اور غیر مؤمنوں کو کم۔ حضرت صفیہؓ ابھی یہودی ہی تھیں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے یہ مصفّٰی غیب عطا فرمایا جس کے مطابق ان کا خاوند معاہدہ کی خلاف ورزی کی سزا میں مارا گیا اور وہ باوجود اس کے کہ ایک اور صحابی کی قید میں گئی تھیں بعض لوگوں کے اصرار پر بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور اس طرح وہ غیب پورا ہوا جو خدا تعالیٰ نے اُنہیں بتایا تھا۔

دوسرا قابلِ ذکر واقعہ یہ ہے کہ خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں ایک یہودی رئیس کا گلہ بان جو اس کی بکریاں چرایا کرتا تھا مسلمان ہو گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! میں اب ان لوگوں میں تو جا نہیں سکتا اور یہ بکریاں اُس یہودی کی میرے پاس امانت ہیں اب میں ان کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا بکریوں کا منہ قلعہ کی طرف کر دو اور ان کو دھکیل دو۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس پہنچا دے گا۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا اور بکریاں قلعہ کے پاس چلی گئیں جہاں سے قلعہ والوں نے ان کو اندر داخل کر لیا۔

اس واقعہ سے پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس شدت سے امانت کے اصول پر عمل کرتے تھے اور کرواتے تھے۔ لڑنے والوں کے اموال آج بھی جنگ میں حلال سمجھے جاتے ہیں کیا ایسا واقعہ آجکل کے زمانہ میں جو مہذب زمانہ کہلاتا ہے کبھی ہوا ہے کہ دشمن فوج کے جانور ہاتھ آ گئے ہوں تو ان کو دشمن فوج کی طرف واپس کر دیا گیا ہو؟ باوجود اس کے کہ وہ بکریاں ایک لڑنے والے دشمن کا مال تھیں اور باوجود اس کے کہ ان کے قلعے میں واپس چلے جانے کے نتیجہ میں دشمن کے لئے مہینوں کی غذا کا سامان ہو جاتا تھا جس کے بھروسہ پر وہ ایک لمبے عرصہ تک محاصرہ کو جاری رکھ سکتا تھا۔ آپ نے ان بکریوں کو قلعہ میں واپس کروا دیا تا ایسا نہ ہو کہ اس مسلمان کی امانت میں فرق آئے جس کے سپرد بکریاں تھیں۔

تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک یہودی عورت نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصہ کا گوشت زیادہ پسند ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپ کو دست کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کیا اور پتھروں پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا۔ خصوصاً بازوؤں میں جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سورج ڈوبنے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آ رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ بی بی تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا اے ابوالقاسم! میں آپ کے لئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابیؓ سے فرمایا جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو۔ اس کے بعد آپ کھانے کے لئے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت بھی رکھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپ کے ایک صحابی بشیر بن البراء بن المعرور نے بھی ایک لقمہ کھایا۔ اتنے میں باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا مت کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے (اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو اس بارہ میں کوئی الہام ہوا تھا بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا گوشت چکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دیوار کے متعلق آتا ہے کہ وہ گرنا چاہتی تھی۔ جس کے محض یہ معنی ہیں کہ اس میں گرنے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ پس اس جگہ پر بھی یہ مراد نہیں کہ آپ نے فرمایا وہ دست بولا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا گوشت چکھنے پر مجھے معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اگلا فقرہ اِن معنوں کی وضاحت کر دیتا ہے) اس پر بشیرؓ نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے اُس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمہ میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں نہ گزرے اور آپ کا کھانا خراب نہ ہو جائے اور جب آپ نے وہ لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپ کے تتبع میں وہ نگل لیا۔ گو میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لئے کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بشیرؓ کی طبیعت خراب ہو گئی اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں فوت ہو گئے اور بعض میں یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہے اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے وہ مر گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟ آپ کے ہاتھ میں اُس وقت بکری کا دست تھا آپ نے فرمایا اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ اس پر اس عورت نے سمجھ لیا کہ آپ پر یہ راز کھل گیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے زہر ملایا ہے؟ اس پر آپ نے اس سے پوچھا کہ اس ناپسندیدہ فعل پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپ کی لڑائی ہوئی تھی اور میرے رشتہ دار اس لڑائی میں مارے گئے تھے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں ان کو زہر دے دوں۔ اگر ان کا کاروبار انسانی کاروبار ہوگا تو ہمیں ان سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ واقعہ میں نبی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو خود بچا لے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر اُسے معاف فرما دیا اور اُس کی سزا جو یقیناً قتل تھی نہ دی۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے مارنے والوں اور اپنے دوستوں کے مارنے والوں کو بخش دیا کرتے تھے اور درحقیقت اُسی وقت آپ سزا دیا کرتے تھے جب کسی شخص کا زندہ رہنا آئندہ بہت سے فتنوں کا موجب ہو سکتا تھا۔

طوافِ کعبہ

ہجرت کے ساتویں سال فروری 629ء میں معاہدہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیلئے جانا تھا۔ چنانچہ جب وہ وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریباً دو ہزار آدمیوں سمیت طوافِ کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپ مرّ الظہران تک پہنچے جو مکہ سے ایک پڑاؤ پر ہے تو معاہدہ کے مطابق آپ نے تمام بھاری ہتھیار اور زِرہیں وہاں جمع کر دیں اور خود اپنے صحابہؓ سمیت معاہدہ کے مطابق صرف نیام بند تلواروں کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے۔ سات سالہ جلا وطنی کے بعد مہاجرین کا مکہ میں داخل ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اُن کے دل ایک طرف ان لمبے مظالم کی یاد کر کے خون بہا رہے تھے جو مکہ میں ان پر کئے جاتے تھے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے اس فضل کو دیکھ کر کہ پھر خدا تعالیٰ نے اُنہیں کعبہ کے طواف کا موقع نصیب کیا ہے وہ خوش بھی ہو رہے تھے۔ مکہ کے لوگ مکہ سے نکل کر پہاڑ کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کا دل چاہتا تھا کہ آج وہ ان پر ظاہر کر دیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں پھر مکہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی یا نہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہؓ نے اس موقع پر جنگی گیت گانے شروع کئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور فرمایا ایسے شعر نہ پڑھو بلکہ یوں کہو کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کی مدد کی اور مؤمنوں کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر اُونچا کیا۔ صرف خدا ہی ہے جس نے دشمنوں کو ان کے سامنے سے بھگا دیا۔ طوافِ کعبہ اور سعی بین الصفاء وَالْمروہ سے فراغت کے بعد آپ صحابہؓ سمیت تین دن تک مکہ میں ٹھہرے۔ حضرت عباسؓ کی سالی میمونہ جو دیر سے بیوہ ہو چکی تھیں مکہ میں تھیں حضرت عباسؓ نے خواہش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے شادی کر لیں اور آپ نے اسے منظور فرما لیا۔ چوتھے دن مکہ والوں نے مطالبہ کیا کہ آپ حسب معاہدہ مکہ سے نکل جائیں اور آپ نے فوراً تمام صحابہؓ کو حکم دیا کہ فوراً مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ مکہ والوں کے احساسات کا خیال کر کے نئی بیاہی ہوئی میمونہؓ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ بعد میں اسباب کی سواریوں کے ساتھ آ جائیں اور خود اپنی سواری دوڑا کر حرم کی حدود سے باہر نکل گئے اور وہیں شام کے وقت آپ کی بیوی میمونہؓ کو پہنچایا گیا اور پہلی رات وہیں جنگل میں میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 191 تا 197، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم میں سے جس کیلئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے
اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے

(ترمذی، ابواب الدعوات)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ (مسلم، کتاب الذکر)

اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی
اور میں تجھ سے اس دن کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بُرائی سے بھی

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(220) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ کاہنووان کے چھنب میں شکار کھیلنے کیلئے آیا ۔دادا صاحب بھی ساتھ تھے ۔مہاراجہ کے ایک ملازم کو جو قوم کا جولاہا تھا سخت زکام ہوگیا ۔دادا صاحب نے اس کو ایک نسخہ لکھ دیا اور وہ اچھا ہوگیا ۔لیکن پھر یہی بیماری خود شیر سنگھ کو ہوگئی ۔اور اس نے علاج کیلئے دادا صاحب سے کہا ۔دادا صاحب نے ایک بڑا قیمتی نسخہ لکھا ۔شیر سنگھ نے کہا کہ جولاہے کو دو ڈھائی پیسہ کا نسخہ اور مجھے اتنا قیمتی ؟ دادا صاحب نے جواب دیا ۔شیر سنگھ اور جولاہا ایک نہیں ہو سکتے ۔شیر سنگھ اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور اُس زمانہ کے دستور کے مطابق عزت افزائی کیلئے سونے کے کڑوں کی ایک جوڑی پیش کی ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اس علاج کے بدلہ میں نہ تھی بلکہ مشرقی رؤساء اور بادشاہوں کا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی بات پر خوش ہوتے ہیں تو ضرور کچھ چیز تقریب وانعام کے طور پر پیش کرتے ہیں ۔شیر سنگھ نے بھی جب ایسا برجستہ کلام سُنا تو محظوظ ہو کر اس صورت میں اظہار خوشنودی کیا۔

(221) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ ایک دفعہ مرزا امام الدین صاحب نے دادا صاحب کے قتل کی سازش کی اور بھینی کے ایک سکھ سوچیت سنگھ کو اس کام کیلئے مقرر کیا ۔مگر سوچیت سنگھ کا بیان ہے کہ میں کئی دفعہ دیوان خانہ کی دیوار پر اس نیت سے چڑھا مگر ہر دفعہ مجھے مرزا صاحب یعنی دادا صاحب کے ساتھ دو آدمی محافظ نظر آئے اس لئے میں جرأت نہ کر سکا ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ کوئی تصرف الٰہی ہوگا۔

(224) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا ۔دادا صاحب نے اُس کی بڑی خاطر و مدارات کی ۔اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب ! آپ نماز نہیں پڑھتے ؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بے شک میری غلطی ہے ۔مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے ۔آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے ۔اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا ۔اس پر دادا صاحب کو جوش آ گیا اور کہا ’’تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا؟ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے ۔خدا فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزّمر:54) تم مایوس ہو گے ۔میں مایوس نہیں ہوں ۔اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔‘‘ پھر کہا ’’اسوقت میری عمر 75 سال کی ہے ۔آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دیگا۔‘‘ خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے جس کے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رُسوا ہونے کے ہیں ۔ ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں ۔

(225) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تمہاری دادی فوت ہوئیں تمہارے دادا نے اندر زنانہ میں آنا چھوڑ دیا تھا ۔دن میں صرف ایک دفعہ تمہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے اور پھوپھی کے فوت ہونے کے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے ۔باہر مردانے میں رہتے تھے ۔

(خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ نے کسی اور سے سنی ہوگی کیونکہ یہ واقعہ حضرت اماں جان کے قادیان تشریف لانے سے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

(228) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے ۔غالباً نوجوانی کا کلام ہے ۔حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں ۔بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل ! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اسکے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہوکر
دلا اک بار شوروغل مچادے

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت! اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اسکو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

کوئی راضی ہو یا ناراض ہووے
رضامندی خدا کی مدعا کر

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں یعنی بعض جگہ مصرع اول موجود ہے مگر دوسرا نہیں ہے اور بعض جگہ دوسرا ہے مگر پہلا ندارد ۔بعض اشعار نظر ثانی کیلئے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے ۔

(230) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ ہماری دادی صاحبہ بڑی مہمان نواز ،سخی اور غریب پرور تھیں ۔

(231) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ والد صاحب سیشن عدالت میں اسیسر مقرر ہوئے تھے مگر آپ نے انکار کر دیا ۔

(232) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ آخری عمر میں دادا صاحب نے ایک مسجد تعمیر کروانے کا ارادہ کیا اور اسکے لئے موجودہ بڑی مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) کی جگہ کو پسند کیا اس جگہ سکھ کارداروں کی حویلی تھی ۔جب یہ جگہ نیلام ہونے لگی تو دادا صاحب نے اس کی بولی دی مگر دوسری طرف دوسرے باشندگان قصبہ نے بھی بولی دینی شروع کی اور اس طرح قیمت بہت چڑھ گئی ۔مگر دادا صاحب نے بھی پختہ قصد کر لیا تھا کہ میں اس جگہ میں ضرور مسجد بناؤں گا خواہ مجھے اپنی کچھ جائداد فروخت کرنی پڑے ۔ چنانچہ سات سو روپیہ میں یہ جگہ خریدی اور اس پر مسجد بنوائی ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت کے لحاظ سے اس جگہ کی قیمت چند گنتی کے روپے سے زیادہ نہ تھی مگر مقابلہ سے بڑھ گئی ۔

(233) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری تائی کے سارے گھر میں صرف مرزا علی شیر کی ماں یعنی مرزا سلطان احمد کی نانی جو حضرت صاحب کی ممانی تھی حضرت صاحب سے محبت رکھتی تھی اور ان کی وجہ سے مجھے بھی اچھا سمجھتی تھی باقی سب مخالف ہوگئے تھے ۔میں جب اُس طرف جاتی تھی تو وہ مجھے بڑی محبت سے ملتی تھی اور کہا کرتی تھی ۔ہائے افسوس ! یہ لوگ اسے (یعنی حضرت صاحب کو) کیوں بددعائیں دیتے اور برا بھلا کہتے ہیں ۔اسے میری چراغ بی بی نے کتنی منتوں سے ترس ترس کر پالا تھا اور کتنی محبت اور محنت سے پرورش کی تھی ۔والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ وہ بہت بوڑھی ہوگئی تھی اور وقت گزارنے کیلئے چرخہ کاتتی رہتی تھی ۔حضرت صاحب کو بھی اس سے محبت تھی اور والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ تمہاری تائی کہتی ہیں کہ حضرت صاحب کی ممانی کا نام بھی تمہاری دادی کی طرح چراغ بی بی تھا ۔

(235) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم .اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ہیضہ پھوٹا اور چوہڑوں کے محلہ میں کیس ہونے شروع ہوئے ۔دادا صاحب اُس وقت بٹالہ میں تھے یہ خبر سن کر قادیان آ گئے اور چوہڑوں کے محلہ کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور چوہڑوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ۔اور ان کو تسلی دی اور پھر حکم دیا کہ قادیان کے عطار آملہ ۔کشٹے ۔گُڑ (یعنی قند سیاہ) لیتے آویں اور پھر اُن کو مٹی کے بڑے بڑے برتنوں میں ڈلوا دیا اور کہا کہ جو چاہے گڑ والا پیئے اور جو چاہے نمک والا پیئے ۔کہتے ہیں کہ دوسرے دن مرض کا نشان مٹ گیا ۔

(236) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں سیالکوٹ میں تھا ۔ایک دن بارش ہو رہی تھی جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی ۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح ہوگیا اور گندھک کی سی بو آتی تھی لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا ۔اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے موافق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی اور اندر ایک شخص بیٹھا تھا ۔بجلی تمام چکروں میں سے ہوکر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہوگیا ۔دیکھو وہی بجلی آگ تھی جس نے اسکو جلا دیا مگر ہم کو کچھ ضرر نہ دے سکی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی ۔

ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات مَیں ایک مکان کی دوسری منزل پر سویا ہوا تھا اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ یا سولہ آدمی اور بھی تھے ۔رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی ۔ میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہیے ۔انہوں نے کہا کہ کوئی چوہا ہوگا خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر سو گئے ۔تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی آواز آئی تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پروا نہ کی ۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی تب میں نے ان کو سختی سے اُٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا ۔ابھی دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور وہ دوسری چھت کو ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور سب بچ گئے ۔

ایسا ہی ایک دفعہ ایک بچھو میرے بستر کے اندر لحاف کے ساتھ مرا ہوا پایا گیا اور دوسری دفعہ ایک بچھو لحاف کے اندر چلتا ہوا پکڑا گیا ۔مگر ہر دو بار خدا نے مجھے ان کے ضرر سے محفوظ رکھا ۔ایک دفعہ میرے دامن کو آگ لگ گئی تھی مجھے خبر بھی نہ ہوئی ۔ایک اور شخص نے دیکھا اور بتلایا اور آگ کو بجھا دیا ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ باتیں حضرت صاحب کی ڈائری سے لی گئی ہیں اور بچھو اور آگ لگنے کا واقعہ ضروری نہیں کہ سیالکوٹ سے متعلق ہو ۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں عورت اور مرد کیلئے نکاح اور شادی کے اہم بندھن کو نبھانے کیلئے بڑی اہم باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی ہے

خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے

تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ زینت تقویٰ کا لباس پہننے سے ملتی ہے اور لباس تقویٰ ان کو میسر آتا ہے جو اپنے ایمانی عہدوں اور امانتوں کو اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں

ایک دوسرے کیلئے اپنی زبان، کان، آنکھ کا صحیح استعمال کرو تو تمہارے مسائل کبھی پیدا نہیں ہوں گے

رشتوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفو کا بھی خیال رکھو اور کفو میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں

ماں باپ صرف خود ہی خیال نہ رکھیں، اپنے بچوں کو بھی رحمی رشتوں کا تقدس اور احترام سکھائیں

اس سوچ کے ساتھ عورت کو خاوند کے گھر جانا چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مرد کو عورت کو بیاہ کر لانا چاہئے کہ ہم نے اپنے وسیع تعلقات کو نبھانا ہے یعنی رشتوں کے آگے رحمی رشتوں کو بھی نبھانا ہے

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جلسہ سالانہ یوکے 2011ء کے موقع پر 23 جولائی 2011ء بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

یہ آیات جو آپ کے سامنے، اجلاس کے شروع میں تلاوت کی گئی تھیں یہ تین مختلف سورتوں کی آیات ہیں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔ عام طور پر مردوں کی زیادہ تعداد نکاح میں شامل ہوتی ہے، اُن کو تو ان آیات کا پتہ ہے۔ کم از کم یہ پتہ ہے کہ یہ آیات نکاح پر پڑھی جاتی ہیں۔ یہ مَیں نہیں کہہ رہا کہ اُن کو اس پر عمل کرنے کا بھی پتہ ہے۔ لیکن خواتین بہت کم نکاحوں میں شامل ہوتی ہیں اُن کے سامنے اسکا مضمون بیان کرنے کیلئے مختصراً مَیں نے آیات کا انتخاب کیا تھا۔

ان آیات میں عورت اور مرد کیلئے نکاح اور شادی کے اہم بندھن کو نبھانے کیلئے بڑی اہم باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلی اہم بات جسکی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ ان آیات میں سے پہلی آیت سورۃ النساء کی ہے جیسا کہ آپ کو بتایا گیا۔ دوسری اور تیسری سورۃ احزاب کی آیات ہیں۔ چوتھی سورۃ الحشر کی آیت ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سب سے پہلی بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ پہلی آیت میں تقویٰ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ پھر دوسری آیت میں تقویٰ کا ذکر ہے۔ پھر چوتھی اور آخری آیت میں دو مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ گویا کہ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ اور ہر مرتبہ جب تقویٰ کا ذکر آیا ہے تو فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو اور ساتھ ہی اسکے بعد ایک نئی ہدایت فرمائی کہ اس لئے تقویٰ اختیار کرو کہ یہ عمل تمہارے ہوں، اسلئے کہ یہ عمل تم نے سرانجام دینے ہیں، اس لئے کہ یہ اعمال ہیں جو تمہارے لئے اس بندھن کو نبھانے کیلئے ضروری ہیں۔

کل مَیں نے تقویٰ کا ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تقویٰ کا بہت اونچا معیار دیکھنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ یہ تقویٰ کی جڑ ہی ہے جو انسان اگر اپنے اندر قائم کرلے تو اُسے سب کچھ مل جائے گا۔ نہ یہ دنیا کی جاہ و حشمت، نہ یہ دنیا، نہ یہ دنیا کا علم، سب کچھ کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ اگر ایک مومن اور مومنہ یہ سمجھتی ہے اور سمجھتا ہے کہ مَیں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ جو عہد میں دہرا رہا ہوں وہ اس لئے ہے کہ یہ میرے دل کی آواز بن جائے اور اس پر عمل کرنے والا بنوں تو اُس کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اسکے بغیر نہ عہد پورے ہو سکتے ہیں، نہ ایک مومن اور مومنہ اپنے ایمان کی حالت کو قائم رکھنے والا بن سکتا ہے۔ اگر یہ قائم ہو جائے تو پھر دین بھی مل جائے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ ایک انسان عورت ہو یا مرد جب ایمان کا دعویٰ کرتا ہے، مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو یقیناً اُس کی یہ خواہش ہوتی ہے اور سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ خدا کو پالے تا کہ اُس کا دین سنور جائے اور اُسکی دنیا بھی سنور جائے۔ پس اگر خدا کو پانا ہے، اُسکی رضا کو حاصل کرنا ہے تو پھر تقویٰ پر چلنا انتہائی ضروری ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا۔ اور برائیوں کی تعریف یا نیکیوں کی تعریف خود انسان نے نہیں کرنی بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ پھر اُس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تلاش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سنّت میں تلاش کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اس زمانے کیلئے امام بنا کر بھیجا گیا تا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم لوگوں پر واضح کریں اُن کے ارشادات کو پڑھو اور نوٹ کرو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ اُن میں سے کون کون سی ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں روکا گیا ہے، جو برائیاں ہیں اور کون کون سی ایسی باتیں ہیں جنہیں کرنے کا ہمیں کہا گیا ہے جو نیکیاں ہیں اور اچھائیاں ہیں۔ صرف ان آیات میں تقویٰ کی تلقین نہیں کی گئی بلکہ قرآنِ کریم میں بیشمار جگہ پر اسکی تلقین فرمائی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصنِ حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبّہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عَہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 209-210)

پس یہ وہ معیار ہے جو اگر حاصل ہو جائے تو معاشرے کو بہت سے مسائل سے بچا لیتا ہے۔ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو ہماری دنیا بھی دین بن جاتا ہے۔ ہماری ہر خواہش جو بھی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کی کوئی خواہش ایسی نہیں ہوتی جو صرف دنیا میں پڑے رہنے سے حاصل ہو اور یہ تقویٰ اگر حاصل ہو جائے تو پھر معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں جو گو مختلف صنف سے اُنکا تعلق ہے لیکن

میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہونے کے بعد ایک اکائی بن جاتے ہیں۔ یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسل چلتی ہے۔ اگر اس اکائی میں تقویٰ نہ ہو، اس جوڑے میں تقویٰ نہ ہو تو پھر آئندہ نسل کے تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں اور معاشرے کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں، کیونکہ ایک سے دو اور دو سے چار بن کے ہی معاشرہ بنتا ہے۔ پس ایک مومن جب تقویٰ کی تلاش میں ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ اپنی نسلوں کیلئے بھی، اپنے معاشرے کیلئے بھی۔ اور جب اس بنیادی اکائی میں یہ تقویٰ ہوگا تو آئندہ نسل میں بھی تقویٰ کی ضمانت بن جائے گی اور پھر معاشرے کے تقویٰ کی ضمانت ہو گی۔ اعلیٰ اخلاق معاشرے میں ہمیں نظر آئیں گے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ سلامتی کا تعویذ ہے۔ پس اگر تو آپ سلامتی چاہتی ہیں اور یقینا ہر شخص چاہتا ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ہو، یا مذہب پہ یقین نہ بھی رکھتا ہو تو وہ یہ چاہتا ہے کہ سلامتی کے حصار میں ہو۔ اُس کو سلامتی پہنچتی رہے۔ دوسرے کو چاہے وہ سلامتی پہنچانے والا ہو نہ ہو، اپنے لئے وہ سلامتی چاہتا ہے۔ ایک بدمعاش ہے، ایک چور ہے، ایک ڈاکو ہے، وہ دوسرے کو بیشک نقصان پہنچاتا ہوا پنے آپکو وہ چاہے گا کہ ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رہوں۔ پس جب ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ اُس کو سلامتی ملے اور اُس کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اُسکے دن اور رات خیریت اور عافیت سے گزریں، ہر دشمن سے وہ محفوظ رہے، ہر پریشانی سے بچتا رہے، اُس کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے، تو پھر ایک مومن اگر یہ چاہتا ہے تو اُس کیلئے یہ راستہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نکتہ واضح فرمایا ہے کہ اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو تقویٰ کو اختیار کرو کہ تقویٰ ہی سلامتی کا ایک تعویذ ہے جو تمہاری سلامتی کی ضمانت ہے۔ تم تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقینا سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔“ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 22)

پس جس کیلئے خدا جاگے اور اُسکی ہر شر سے حفاظت فرمائے تو وہ سلامتی کے ایک ایسے زبردست حصار میں آجاتا ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اس سلامتی کیلئے تقویٰ شرط ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہر برائی سے بچنا ضروری ہے اور ہر نیکی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جب حقیقی رنگ میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے تو پھر بدیوں سے انسان بچتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کی قوت بخشتی ہے اور جب یہ قوت حاصل ہو جائے تو پھر انسان کے پاس وہ انمول تعویذ آجاتا ہے جو سلامتی کی ضمانت ہے۔ انسان ایک ایسے مضبوط قلعے میں آجاتا ہے جس کے اردگرد خدا تعالیٰ نے پہرہ بٹھایا ہوا ہے جس تک کوئی شیطانی حربہ نہیں پہنچ سکتا۔ شیطانی خیالات اور جذبات اُسی وقت اُبھرتے ہیں جب انسان خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، جب خدا تعالیٰ کا خوف نہیں رہتا۔ پس اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو کبھی کوئی ایسی حرکت انسان سے سرزد نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو اور دنیا کے امن کو برباد کرنے والی ہو، اپنے معاشرے کے امن کو برباد کرنے والی ہو، اپنے گھروں کے سکون اور امن کو برباد کرنے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”تم اس قلعہ میں آ کر بہت سے فتنوں سے بچ جاتے ہو، محفوظ ہو جاتے ہو۔ فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ جاتے ہو۔

پس آج کے معاشرے میں ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ اپنی زندگیوں میں امن وسکون پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے انسان کو مختلف قسم کے فتنوں سے بچنے، فتنوں اور خطرناک جھگڑوں سے بچنے اور بچانے کے راستے سکھائے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے انسان ان راستوں پر توجہ نہ دے کر اپنی زندگیوں کو برباد کر لیتا ہے۔ اس خوبصورتی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن اور مومنہ کیلئے مہیا فرمائی ہے۔ جو ایک مومن اور مومنہ کا طرّہ امتیاز ہونا چاہئے جو اس کے حسن کو چار چاند لگا دے۔

کپڑے یا ظاہری حسن کوئی چیز نہیں ہے۔ اصل حُسن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ عورت کو اپنے حسن اور زینت کا بڑا خیال رہتا ہے لیکن بہت سی ایسی ہیں جو اپنی اصل زینت سے بے خبر رہتی ہیں۔

میک اَپ کرنے سے، کپڑے پہننے سے، زیور پہننے سے زینت نہیں ملتی۔ اصل زینت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے۔ اُس حسن سے بے خبر رہتی ہیں جس سے اُنکا حسن و زینت کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور جو آزادی حاصل کر کے نہیں ملتی۔ اس معاشرے کی فضولیات میں گم ہو کر نہیں ملتی۔ جو حجاب ختم کر کے نہیں ملتی۔ جو سر ننگے کرنے سے نہیں ملتی۔ جو اپنے خاوندوں کے سامنے دنیاوی خواہشات پیش کرنے سے نہیں ملتی۔ یا مَردوں کیلئے بھی ایک زینت ہے، مَردوں کو وہ زینت، فیشن ایبل عورت سے رشتہ کرنے سے نہیں ملتی، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے سے ملتی ہے۔ آجکل مغرب کے زیرِ اثر ہو کر ہماری بعض عورتیں بھی اس قسم کا اظہار کر دیتی ہیں کہ شاید یہی زینت ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زینت تقویٰ کا لباس پہننے سے ملتی ہے۔ اور لباسِ تقویٰ اُن کو میسر آتا ہے جو اپنے ایمانی عَہدوں اور اَمانتوں کو اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں چاہے وہ مَرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو جو ظاہری اعضاء ہیں ان امانتوں کا حق ادا کرنے والا بناوء۔ ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے کان، آنکھ، زبان اور ہر عضو کے استعمال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کر کے استعمال کریں۔ اب عائلی جھگڑوں میں دیکھا گیا ہے کہ زبان، کان، آنکھ جو ہیں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ مرد ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ عورتیں ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کر رہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ مَیں اکثر اُن جوڑوں کو جو کسی نصیحت کیلئے کہتے ہیں یہ کہا کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کیلئے اپنی زبان، کان، آنکھ کا صحیح استعمال کرو تو تمہارے مسائل کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ زبان کا استعمال اگر نرمی اور پیار سے ہو تو کبھی مسائل پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح اب عموماً دیکھا گیا ہے چاہے وہ مَرد ہیں یا عورتیں ہیں، جب مقدمات آتے ہیں، جھگڑے آتے ہیں تو یہ مَرد یا عورت کی زبان ہے جو ان جھگڑوں کو طول دیتی چلی جاتی ہے۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب پھر انہوں نے فیصلہ کر لیا ہوتا ہے یا فیصلہ کرنے کی طرف جاتے ہیں کہ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح دونوں طرف کے رحمی رشتوں یا دوسری ایسی باتوں کو جن کے سننے سے کسی قسم کی بھی تلخی کا احتمال ہواُن سے اپنے کان بند کر لو۔ بعض دفعہ اگر ایک شخص یا ایک فریق کوئی غلط بات کرتا ہے تو دوسرا بھی اُسکو اسی طرح تُرکی بہ تُرکی جواب دیتا ہے۔ اگر جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے تھوڑے وقت کیلئے کان بند کر لئے جائیں تو بہت سارے مسائل وہیں دب سکتے ہیں سوائے اسکے کہ وہ مرد یا عورتیں عادی جھگڑنے والے ہوں اُن کے علاوہ عموماً جھگڑے نہیں ہوتے۔ پس کان بند کرو، امن میں آجاؤ گے۔

مَیں ایک واقعہ بتایا کرتا ہوں اور یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک خاوند اور بیوی جھگڑا کر رہے تھے۔ ایک چھوٹی بچی اُن کو دیکھ رہی تھی اور بڑی حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُن دونوں کو خیال آیا کہ ہم غلط کام کر رہے ہیں۔ اپنی شرمندگی مٹانے کیلئے ویسے ہی بچی سے پوچھا کہ کیا تمہارے ماں باپ نہیں لڑتے، اُمی ابا نہیں لڑتے یا ایک دوسرے سے سختی سے نہیں بولتے؟ یا ناراض نہیں ہوتے؟ اُس نے کہا: ہاں۔ اگر میرے باپ کو غصہ آتا ہے تو میری ماں خاموش ہو جاتی ہے اور ماں کو غصہ آتا ہے تو باپ خاموش ہو جاتا ہے تو ہمارے ہاں لڑائی آگے نہیں بڑھتی۔ تو پھر اس سے یہ نیک اثر بھی بچوں پر پڑتا ہے۔ ایک دوسرے کی برائیوں کو دیکھنے کیلئے آنکھیں بند رکھو اور ایک دوسرے کی اچھائیاں دیکھنے کیلئے اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ آخر ہر شخص میں چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی ہوتی ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے عموماً مَرد پہل کرتے ہیں کہ اُن کو عورتوں کی برائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر جواباً جب عورتیں برائیاں تلاش کرنا شروع کرتی ہیں تو اتنی دور تک نکل جاتی ہیں کہ پھر واپسی کے راستے نہیں رہتے۔ پھر ایسی ناجائز چیزوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہئے جن سے تمہارے تقویٰ پر حرف آتا ہو۔ پھر گھر کے مسائل جن سے آپس کے اعتماد کو ٹھیس لگتی ہے اگر آنکھوں کی پاکیزگی رکھو تو پھر یہ ٹھیس نہیں لگتی اور یہ مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے دل کو ناجائز باتوں کی آماجگاہ نہ بننے دو۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرے رکھو تو پھر کبھی مسائل نہیں پیدا ہوتے۔ کبھی شیطان چور دروازے سے دل میں داخل ہو کر گھروں میں فساد نہیں کرتا۔ شیطان کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جس کا پتہ لگ جائے کہ کس طرح آیا ہے؟ ہر بُری صحبت، ہر بُرا دوست جو تمہارے گھر کو برباد کرنے کی کوشش کرے، جو خاوند کے خلاف یا ساس کے خلاف یا نند کے خلاف یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرے، یا کوئی ایسی چھوٹی سی بات کر دے جس سے دل میں بے چینی پیدا ہو جائے تو وہ شیطان ہے۔ پس ایسے شیطانوں کا خیال رکھنا ہر مومنہ اور مومن کا فرض ہے۔ اور پھر جب یہ اعتماد قائم ہو جاتا ہے تبھی اس بندھن کی جو بنیاد ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو وہی محل جو پیار اور محبت کے عہد کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہوتا ہے زمین بوس ہو جاتا ہے بلکہ کھنڈر بن جاتا ہے۔

پس ایک مومن جہاں اپنے خدا سے کئے گئے عہد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے وہاں مخلوق کے عہد کو بھی پورا کرنے کی بھرپور کوشش ہوتی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے
جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 32، صفحہ 340)

طالبِ دعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور
سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

جیسا کہ مَیں نے کل بھی کہا تھا کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی کے معیار حاصل نہیں ہو سکتے۔ اُس میں بھی بال آنے لگ جاتے ہیں، کریک آجاتے ہیں اور جب کسی برتن میں ایک دفعہ کریک (Crack) آجائے تو پھر وہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے اور حقوق العباد میں خاوند اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ معاشرے اور اگلی نسل کی بہتری کیلئے انکی بہت اہمیت ہے اسلئے انکو بجالانا ایک حقیقی مومن کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق کی ادائیگی کیلئے اس لئے توجہ دلائی ہے اور یہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے نکاح کے موقع پر رکھی ہیں کہ تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، تبھی تم خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی بھی صحیح رنگ میں ادائیگی کرسکو گے اور اپنے معاشرے کی امانتوں اور عہدوں کی بھی صحیح طرح ادائیگی کرسکو گے۔ پس ہر مومن اور مومنہ کو یاد رکھنا چاہئے، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے عہد کے دعوے کو تبھی پورا کرنے والے بن سکتے ہیں جب اپنے ہر رشتے کی جو بنیاد ہے اُس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

شادی کا پاک رشتہ جہاں خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کی تسکین کے سامان کیلئے قائم فرمایا ہے وہاں انسانی نسل کے چلانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اور پھر اس سے وہ نسل پیدا ہوگی جسکی اگر صحیح تربیت کی جائے تو پھر وہ معاشرے کے امن کی ضمانت بن جاتی ہے۔ صرف جسمانی تسکین اور نسل چلانا ہی کام نہیں ہے۔ یہ تو جانوروں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اسکے کچھ لوازمات بھی ہیں۔ انسان کیلئے اسکے ساتھ ذہنی تسکین بھی ہے۔ اس لئے رشتوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفو کا بھی خیال رکھو اور کفو میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ خاندان بھی آجاتے ہیں، تعلیم بھی آجاتی ہے۔ لیکن اس کو بہانہ بنا کر پھر رشتے نہ کرنے یا رشتے توڑنے کے بھی جواز پیدا کرلئے جاتے ہیں۔ اگر تقویٰ پر چلا جائے تو پھر یہ بہانے نہیں بنتے۔ پھر صحیح فیصلے کئے جاتے ہیں۔ پھر علمی تسکین بھی ہے جو رشتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ روحانی سکون کے سامان بھی ہیں جو ان رشتوں سے میسر آتے ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں ہم آہنگی ہو تو اس میں اگلی نسلوں کی ذہنی، روحانی اور علمی تربیت کے سامان بھی بہت ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک مرد اور عورت جو ایک خاندان کی بنیاد ڈالنے والے ہوتے ہیں وہ ایک معاشرے کی بنیاد ڈال رہے ہوتے ہیں۔ ایک قوم کو اچھا یا برا بنانے کی بنیاد ڈال رہے ہوتے ہیں۔ پس اس طرف بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کرکے ہمیں اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کیلئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو۔ اور پھر جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ نسل پیدا ہوتی ہے جو ماں باپ کیلئے دعائیں کرنے والی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں بھی ذکر ملتا ہے کہ اس نیک تربیت کی وجہ سے جو اُن کے ماں باپ نے بچوں کی کی ہوتی ہے، وہ یہ دعا مانگ رہے ہوتے ہیں کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل: 25) کہ اے میرے ربّ! اُن پر رحم فرما کہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی ہے۔ صرف پالا نہیں ہے، میری تعلیم اور تربیت کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ میری روحانی بہتری کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ میری اخلاقی تربیت کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ میری دنیاوی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی ہے تاکہ میں معاشرے کا ایک فعال حصہ بن جاؤں۔ لیکن جن گھروں میں، عورتوں کی طرف سے بھی، مردوں کی طرف سے بھی جھگڑے ہوتے رہیں، جن گھروں میں صرف اپنی اَناؤں کی باتیں ہوتی رہیں وہاں پھر ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے اِلّا ماشاء اللہ، سوائے اسکے کہ بعض گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں پھر بچے reaction دکھا رہے ہوتے ہیں اور اپنے ماں باپ سے جسکی بھی زیادتی ہو، ماں کی یا باپ کی، اُس سے متنفر ہو جاتے ہیں، گھروں سے چلے جاتے ہیں اور خود اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں، گو ایسے بہت کم ہوتے ہیں۔ پس اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے بہت ضروری ہے کہ صرف اپنی ذات کو اپنا محور نہ بنائیں بلکہ اپنے خیالات کو، اپنے جذبات کو قربان کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔ تبھی ایک حسین معاشرہ پیدا ہوسکتا ہے۔

اس دعا کا خیال بھی ایک ایسے مومن بچے کو ہی آسکتا ہے۔ ایک ایسے شخص کو ہی آسکتا ہے جو اس بات کا ادراک رکھتا ہو کہ تقویٰ کیا ہے؟ اور پھر اُس کو پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ یہی ہے کہ مَیں اپنے والدین کے احسانوں کا شکرگزار بنتے ہوئے اُن کیلئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگوں، دعا مانگوں، اُنکی بہتری کی دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے بکثرت مرد و عورت پھیلائے ہیں اور کافروں کے ذریعے سے بھی پھیلائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہیں جو کثرت سے مرد اور عورت کی صورت میں پھیلایا گیا ہے تو تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی کہ وہ خاص لوگ جن کو دین کی طرف بھی رغبت ہے اگر تمہیں خدا کی رضا مطلوب ہے، اگر تم دین چاہتے ہو تو پھر اُس تقویٰ کی تلاش کرو جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اُس خشیت اور اُس خوف کی تلاش کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر برائیوں سے روکے اور نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ آبادی کے لحاظ سے تو کافروں کی مومنوں کے مقابلہ میں زیادہ کثرت ہے، لیکن یہاں توجہ دلائی ہے کہ حقیقی کثرت وہ ہے جو تقویٰ پر چلنے والوں کی ہے۔ کیونکہ آخری انجام، بہتر انجام اُنہی لوگوں کا ہے اور اُنہی سے دنیا کا امن اور سکون بھی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے تم دنیا داروں سے متاثر نہ ہو جاؤ۔ اُنکی طرف دیکھ کر متاثر نہ ہو بلکہ تقویٰ پر چلو تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنو گے۔ تمہاری اولادیں بھی تمہارے لئے دعائیں کرنے والی ہوں گی اور تمہارے درجات بلند کرنے کا باعث بنیں گی۔

عائلی مسائل جو ہمارے سامنے آتے ہیں اُن میں بسا اوقات کبھی عورت کی طرف سے اور کبھی مرد کی طرف سے یہ ایشو بہت اُٹھایا جاتا ہے کہ ہمارے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو کسی ایک نے بُرا کہا۔ مرد یہ الزام لگاتا ہے کہ عورتیں کہتی ہیں، عورتیں الزام لگاتی ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ کی برائی کی۔ اُن کو یہ کہا، اُن کو وہ کہا۔ اُن کو گالیاں دیں۔ تو یہ چیز جو ہے یہ تقویٰ سے دور ہے۔ یہ چیز پھر گھروں میں فساد پیدا کرتی ہے۔ پھر یہی نہیں بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہاں صرف الزام کی بات نہیں ہے بلکہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں اور بعض الزامات سچے بھی نکلتے ہیں کہ بچوں کو دادا دادی یا نانا نانی کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے قریبی رشتوں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ بچوں کو اُن سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تقویٰ سے بعید ہے۔ یہ تقویٰ نہیں ہے۔ تم تو پھر تقویٰ سے دور چلتے چلے جا رہے ہو۔ اس لئے اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔

ان آیات میں، پہلی آیت میں ہی اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ ماں باپ صرف خود ہی خیال نہ رکھیں اپنے بچوں کو بھی ان رحمی رشتوں کا تقدس اور احترام سکھائیں۔ تبھی ایک پاک معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔ اور خود بھی اسکے تقدس کا خیال بہت زیادہ رکھیں کیونکہ ماں باپ کے نمونے جو ہیں وہ بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانوں میں سے انسانی فطرت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، آپ نے نکاح کے خطبے میں ان آیات کا انتخاب فرما کر مرد اور عورت کو شادی یا رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے وقت یہ احساس پیدا کروادیا ہے یا پیدا کروانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ میاں بیوی کا بندھن ایک ایسا بندھن ہے جس میں جہاں تم نے آپس میں ایک دوسرے کیلئے نیک جذبات اور احساسات رکھنے ہیں وہاں ایک دوسرے کے رحمی رشتوں اور قریبی رشتوں کا بھی احترام کرنا ہے۔ اگر تم حقیقی مومن ہو تو یہ ضروری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہے تو لازماً تمہیں اپنے ظاہری اعضاء کا بھی اور دل کا بھی استعمال ان رحمی رشتوں کی بہتری کیلئے کرنا ہوگا۔ اگر تم یہ نہیں کر رہیں یا مَرد نہیں کر رہے تو یاد رکھو، اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔ تمہارے عملوں اور تمہاری حالتوں کو دیکھ رہا ہے اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نگران ہوں تو پھر وہ ایسے مردوں اور عورتوں کے اس عمل کو جس میں ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے حق ادا نہیں ہو رہے ہوتے اپنی پکڑ میں بھی لاتا ہے۔ پس پہلے دن سے ہی اس سوچ کے ساتھ ایک مرد اور عورت کو شادی کے رشتہ میں منسلک ہونا چاہئے کہ صرف ایک رشتہ ہی میں نے نہیں نبھانا۔ خاوند نے بیوی کے ساتھ یا بیوی نے خاوند کے ساتھ رشتہ نہیں نبھانا بلکہ جو بھی قریبی رشتے ہیں وہ سب نبھانے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ عورت کو خاوند کے گھر جانا چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مرد کو عورت کو بیاہ کر لانا چاہئے کہ ہم نے اپنے وسیع تعلقات کو نبھانا ہے، یعنی رشتوں کے آگے رحمی رشتوں کو بھی نبھانا ہے۔ اگر ہم اپنے معاشرے میں اس سوچ کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے پیدا کریں گے تو ہمارے معاشرے میں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے شروع ہو کر مار پٹائی اور پولیس کیس اور خلع اور طلاق تک پہنچ جاتے ہیں اُن میں غیر معمولی کمی آجائے گی۔

پھر سچائی ایک ایسی چیز ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ مَیں صرف ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں مجھے بتائیں کہ مَیں کیا برائی چھوڑوں؟ آپ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور ہمیشہ سچ بات کہنی ہے اور اس وجہ سے جب بھی اُس نے کسی برائی کا ارادہ کیا تو ایک ایک کرکے تمام برائیاں اُسکی چھُٹ گئیں۔

(التفسیر الکبیر از امام رازیؒ، جلد نمبر 16 سورۃ التوبۃ آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق
ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے،
یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔“
(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ
دین کی خدمت اور ملک وقوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں
اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔“
(پیغام بر موقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

صفحہ 176، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سچائی اختیار کرو۔

دوسری آیت جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انتخاب فرمایا ہے، اُس میں فرمایا کہ تقویٰ یہی ہے کہ سیدھی اور کھری اور صاف بات کرو۔ بعض باتیں بیشک سچی ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات اُن کے کئی مطلب نکل سکتے ہیں۔ حق میں بھی اور خلاف بھی جا سکتے ہیں۔ بعض بڑے ہوشیار لوگ اپنے مطلب کی بات کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں میرا مطلب تو یہ تھا۔ لیکن ہر ایک کی نظر میں اُس کا مطلب کچھ اور ہو رہا ہوتا ہے۔ تو یہاں فرمایا کہ قولِ سدید اختیار کرو۔ اور قولِ سدید یہ ہے کہ غیر معمولی طور پر سیدھی اور کھری بات کرو۔

بعض لوگ، عورتیں بھی اور مَرد بھی، بڑی ہوشیاری سے جیسا کہ مَیں نے کہا خاص طور پر جب ان کے کیس پیش ہو رہے ہوتے ہیں یا معاملات سامنے آتے ہیں تو بات کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک تو رشتوں کے طے کرتے وقت ہر بات کی حقیقت بتاؤ۔ لڑکی کا رشتہ آ رہا ہے تو لڑکی کی صحت، عمر اور قد وغیرہ جو بھی ہے وہ صاف صاف بتانا چاہئے۔ اس کی تمام معلومات جو ہیں لڑکے کو مہیا کر دینی چاہئیں۔ لیکن لڑکوں کا بھی یہ فرض ہے کہ جب یہ معلومات مہیا ہو جاتی ہیں تو پھر صرف لڑکیاں دیکھنے کیلئے نہ پہنچ جایا کریں بلکہ جب معلومات مہیا ہو گئیں تو پھر دعا کر کے اس نیت سے جانا چاہئے کہ ہم نے رشتہ کرنا ہے۔ اگر اس نیت سے جائیں گے تو ایک پاک معاشرہ پیدا ہوگا۔ تقویٰ سے جب ایک دوسرے کے رشتے تلاش کئے جائیں گے تو پھر جو لڑکیوں میں بے چینیاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ بھی پیدا نہیں ہوں گی۔ اسی طرح لڑکوں کو اپنی تعلیم اور صحت وغیرہ اور جو کوئی بھی اگر برائیاں ہیں تو صاف صاف بتا دینی چاہئیں۔ کیونکہ قولِ سدید یہی ہے کہ رشتہ طے کرنے سے پہلے کھل کر ہر بات سامنے آ جائے۔ اگر یہ باتیں سامنے آ جائیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بعد میں پھر لڑائیاں اور جھگڑے بڑھیں۔ بعض رشتے آتے ہیں پاکستان سے لڑکیاں بھی آتی ہیں یا انڈیا سے آتی ہیں یا دوسرے ملکوں سے آتی ہیں یا لڑکے وہاں سے لڑکیوں کو لے کر آتے ہیں اور صحیح اور صاف بات نہیں کی جاتی، جھوٹ بولے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھر یہاں آ کے چند دنوں بعد ہی خلع اور طلاق کی نوبت آ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک انتہائی مکروہ فعل ہے۔ باوجود اسکے کہ یہ حرام نہیں ہے۔ اسے جائز قرار دیا لیکن بڑا مکروہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

اگر اسی طرح شروع میں معلومات دے دی جائیں تو بہت سی خلع اور طلاقیں جو ابتدا میں ہو جاتی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اُن سے بچت ہو سکتی ہے۔

بعض لڑکے اور لڑکیاں کہیں اور رشتے کرنا چاہتے ہیں لیکن جہاں ماں باپ نے زور دیا وہاں ماں باپ کے کہنے پر کر لیتے ہیں۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ماں باپ کا بھی کام ہے کہ قولِ سدید سے کام لیں اور جہاں رشتے کر رہے ہوں وہ پہلے اُن رشتے والوں کو بتائیں کہ میرا لڑکا جو ہے یا لڑکی جو ہے اُس کو ہم نے اس رشتے کیلئے مجبور کیا ہے تاکہ اگلا بھی سوچ سمجھ کر فیصلے کرے۔

پھر شادی کے بعد ایک دوسرے سے جب اعتماد کا تعلق قائم ہو تو اُس کی بنیاد بھی قولِ سدید پر ہونی چاہئے۔ صاف اور کھری اور سچی باتوں پر ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جو انسان کی فطرت کو جانتا ہے اس نے معاشرے کے امن کیلئے یہ بنیادی نصیحت فرمائی ہے کہ سچائی کو قائم کرو۔ تبھی تم آپس کے رشتوں کو بھی نبھا سکتے ہو اور امن اور سلامتی سے بھی رہ سکتے ہو۔ ایسی سچائی جس میں کسی بھی قسم کی الجھن نہ ہو۔ فرمایا اگر یہ عہد کر لو کہ ہمیشہ صاف اور کھری بات کہنی ہے، جھوٹ اور غلط بیانی کے قریب نہیں جانا تو خدا تعالیٰ تمہارے گناہوں کے بخشنے کی ضمانت دیتا ہے۔ تمہارے اعمال کی اصلاح ہو جائے گی۔ ظاہر ہے جب اعمال کی اصلاح ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان کام کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اسکو پیار کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ میں نے حدیث کی مثال دے کر کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو تو تمہاری برائیاں چھُٹ جائیں گی۔ یہی اصول ہر ایک کو اپنانا چاہئے۔

پس اللہ اور رسول کے احکامات کی اطاعت میں ہی ہر شخص کی بقا ہے۔ اگر مومن ہونے کا دعویٰ ہے تو چاہے وہ مَرد ہے یا عورت ہے انکی پابندی کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اسی میں ہماری کامیابیاں ہیں۔ اس دنیا میں بھی ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہوگی اور تمہاری اُخروی زندگی بھی تمہیں انعامات کا وارث بنائے گی۔

پھر ان آیات میں سے آخری آیت میں تقویٰ کے حوالے سے اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ صرف اس دنیا کو ہی اپنی متاع نہ سمجھو۔ یہی نہ سمجھو کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ یہ بھی دیکھو اور نظر رکھو کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ خاص طور پر نظر رکھو کہ تم نے کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے؟ کیا نیکیاں ہیں جو تم کر رہے ہو؟ کون سا تقویٰ ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟ اپنی نمازوں کی حفاظت کی ہے؟ اپنے خاوندوں کے حق ادا کئے ہیں؟ خاوندوں نے بیویوں کے حق ادا کئے ہیں؟ بچوں کے حقوق ادا کئے ہیں؟ اپنے عہدوں کی حفاظت کی ہے؟ اپنے رحمی رشتوں کی حفاظت کی ہے؟ ان سب کا اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے۔ اس لئے نظر رکھو کہ تم نے آگے کیا بھیجا ہے؟ کیونکہ اصل انعامات جو نہ ختم ہونے والے انعامات ہیں وہ تو اُخروی زندگی کے انعامات ہیں۔ یاد رکھو جو کچھ تمہارے اس دنیا کے اعمال ہیں یہ نہ سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے مخفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمہارے سب کاموں سے اور تمہاری تمام حرکات سے باخبر ہے۔ پس یہ آیت پھر یاد کروا رہی ہے کہ ہر برائی کی جڑ تقویٰ پر نہ چلنا اور اس پر توجہ نہ دینا ہے۔ پس اگر تم حقیقی، اخلاقی اور روحانی ترقی چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ یہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین اور اُس کے احکامات پر اخلاص و وفا سے عمل کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔

پس شادی بیاہ کے معاملات اور رشتوں کو نبھانا تو بظاہر ایک دنیاوی کام لگتا ہے۔ لیکن ایک مومن کی دنیا بھی دین ہوتی ہے۔ ایک احمدی مومن عورت اور مَرد کو اپنی زندگی اس نہج پر چلانی ہوگی اور چلانی چاہئے تاکہ وہ اُن کے جو عہد ہیں ان کو پورے کرنے والے ہوں۔ تبھی وہ انعامات کے وارث بھی بنیں گے اور تبھی وہ اُس عہد کو پورا کرنے والے بھی بنیں گے جو زمانے کے امام کے ساتھ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جماعت میں آ کر ایک احمدی نے عہدِ بیعت کی صورت میں کیا ہے۔ ہماری لڑکیوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ میرا اول فرض تقویٰ پر چلنا اور خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور شادی بیاہ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اور نیک نسل چلانے کیلئے ہے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَردوں کو رشتوں کی تلاش میں جن خوبیوں کی طرف توجہ دلائی کہ رشتے تلاش کرتے وقت کن خوبیوں کو تمہیں ترجیح دینی چاہئے جو ایک عورت میں ہونی چاہئیں وہاں فرمایا جو ترجیح ہے وہ عورت کی نیکی ہو۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب اُفضل النساء، حدیث نمبر 1855) کہ اس دنیا کے زندگی گزارنے کیلئے جو سامان ہیں اُس میں سے سب سے اچھا ایک نیک عورت ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اسکے مال کی وجہ سے یا اُسکے خاندان کی وجہ سے یا اُسکے حسن و جمال کی وجہ سے، یا اُس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین حدیث نمبر 5090)

پس اگر ہمارے مرد بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں اور ان خوبیوں کو دیکھیں تو ہر لڑکی پہلے سے بڑھ کر نیکیوں کی طرف چلنے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً ہماری لڑکیاں، ہماری بچیاں نیکیوں پر چلنے والی ہیں۔ لیکن وہ جو معاشرے سے متاثر ہو جاتی ہیں وہ بھی اپنی نیکیوں کے معیار بلند کریں اور جب نیکیوں کے معیار بلند ہوں گے تو پھر اس لئے کہ ہمارے رشتہ کا جو معیار ہے وہ نیکی ہے لڑکیاں بھی یہ کوشش کریں گی کہ لڑکے بھی اُن کو وہ ملیں جو نیکی میں اعلیٰ معیار کے ہوں۔ کیونکہ کفو تو تب ہی ملتا ہے جب نیکی اور تقویٰ کا معیار بھی برابر ہو۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ بدمعاش اور ڈاکو شخص ہو اور وہ کہے کہ مجھے نیک اور پارسا اور تقویٰ پر چلنے والی بیوی چاہئے۔ صرف یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو نیک سمجھ کر کہا ہے کہ تم مرد سب کے سب نیک ہو اور نیکیوں کے اعلیٰ معیاروں کو چھو رہے ہو اس لئے نیک عورت تلاش کرو۔ اُس شخص کو تو یقیناً دعا دی ہے کیونکہ اُس کی نیکی کا پتہ ہو گا لیکن ایک اصولی بات بھی بتا دی کہ مردوں کو بھی فرمایا کہ تم بھی نیک بنو۔ تم نیک بنو گے تو پھر رشتے بھی نیک عورت سے کرو گے۔ اگر تم نیک نہیں، برائیوں میں ملوث ہو تو پھر تم نیک بیوی کی تلاش کس طرح کر سکتے ہو؟ پس نیک مرد ہی ہے جو نیک بیوی کی تلاش کرے گا اور یوں مرد اور عورت تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے رشتے قائم کرنے اور نیک نسل کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔ پس اس میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دونوں نیکیوں پر قائم ہوں تاکہ نیک نسل چلے اور وہ نسل ایسی ہو جو پھر ایک ایسا حسین معاشرہ بنانے والی ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ ایسا خاندان بنانے والی ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

پس آج کل جو دنیا میں بے صبری اور دنیا کی چاہت اور تقویٰ سے دوری ہے اُس نے میاں بیوی کے پاکیزہ رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہیں، اُن کا حل انہی قرآنی احکامات پر عمل کرنے میں ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور عورتیں

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

مخالفینِ احمدیت چاہے جتنا بھی زور لگا لیں ہمارے ایمانوں کو چھین نہیں سکتے، دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر پھر اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر قائم ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسکے ایمان کو زد نہیں پہنچا سکتی، چاہے وہ بنگلہ دیشی احمدی ہے یا پاکستانی، انڈونیشین ہے یا افریقن، یورپ کا رہنے والا ہے یا امریکہ کا یا جزائر کا، ان کی ایمانی غیرت ہر جگہ ایک جیسی نظر آتی ہے

میرے آقا جو رحمۃٌ للعالمین ہیں، اُس پیغام کو لے کر آئے تھے جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا تھا، جو غریبوں، بے سہاروں کی پناہ گاہ تھا، جو یتیموں کا سہارا تھا، جو بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا، جو عورتوں کی عزت قائم کرنے والا تھا، اُن کے حقوق دلوانے والا تھا، جو مخالفین سے بات کرتے ہوئے موعظہ حسنہ کی تعلیم دینے والا تھا، حسنِ کلام سے دلوں کو لبھانے والا تھا، جو دنیا میں امن، صلح اور آشتی کو قائم کرنے کیلئے اپنے حقوق بھی چھوڑنے کیلئے کہتا تھا، جو راہب خانوں، چرچوں اور یہودی معبدوں کی حفاظت کی اُسی طرح تلقین کرتا تھا جس طرح مسلمانوں کی مساجد کی حفاظت کی، وہ غیر مسلموں کی جان و مال کی اُسی طرح ضمانت دیتا تھا جس طرح مسلمانوں کی جان و مال کی ضمانت دیتا تھا

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی سربلندی کیلئے اور اسلام کے کامل اور مکمل مذہب ہونے کیلئے ایک اجتماعی کوشش کر رہی ہے، لیکن مذہب کے نام پر خون کر کے نہیں، دین کی آڑ میں ذاتی اَناؤں اور مفادات کی تسکین کیلئے نہیں، دین کے نام پر اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کیلئے نہیں بلکہ خالصۃً اُس تعلیم کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء پر اتاری، اُس اُسوہ کی روشنی میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا

بنگلہ دیش کے رہنے والے نوجوانوں کا بھی کام ہے، انصار کا بھی کام ہے اور خواتین کا بھی کام ہے کہ اپنے نمونے اس اعلیٰ خُلق پر قائم کرنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا، پورے جماعتی نظام کو ایک مہم کی صورت میں پہلے اپنی اصلاح کرنے اور پھر اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہر شخص تک پہنچانے کی ضرورت ہے، اپنے ہم وطنوں پر ثابت کر دیں کہ آج ہم ہی سب سے زیادہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں، یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے، پس آگے بڑھیں اور اس زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کریں، مصلحتوں اور سوچوں میں نہ پڑ جائیں، دشمن جو احمدیت کو ختم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا آخری زور لگا رہا ہے یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کامیاب نہیں ہوگا، یہ آخری زور ہے اور اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس کی موت ہے، احمدیت کا پھیلنا الٰہی تقدیر ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسولؐ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امن اور عدل و انصاف کے قیام سے متعلق ارشادات اور اُسوہ حسنہ کی روشن مثالوں کا تذکرہ)

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال (بیت الفتوح) لندن سے
5؍فروری 2012ء کو جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ سے ایم.ٹی.اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ آج بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ گزشتہ سال بنگلہ دیش کی جماعت نے ایک کھلی جگہ پر جلسہ منعقد کرنے کا انتظام کیا تھا اور اُس کیلئے لاکھوں ٹکا خرچ کیا تھا۔ اس کیلئے حکومت کے افسران اور انتظامیہ کے علم میں لا کر تمام انتظامات کئے گئے تھے اور افسران نے تسلی دلائی تھی کہ سب کچھ ٹھیک رہے گا۔ لیکن جلسے کے پہلے دن ہی چند اوباش طبع لوگوں کے ٹولے نے جو اپنے آپکو اسلام کی بڑی غیرت رکھنے والا سمجھتے تھے، تھوڑا سا شور مچایا تو انتظامیہ نے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ یا انتظامیہ اور پولیس خود اس ٹولے کے ساتھ مل کر ہمارے جلسہ سالانہ کو ناکام کرنا چاہتی تھی۔ بہر حال انتظامیہ نے ہمیں زور دیا کہ پہلے دن کا جلسہ شام پانچ بجے سے پہلے پہلے ختم کیا جائے اور آئندہ دو دن کی اجازت نہیں ہے۔ احمدی کیونکہ قانون سے ہمیشہ تعاون کرنے والے اور پابند ہیں اس لئے انہوں نے حکومتی کارندوں کے کہنے پر اپنا لاکھوں کا نقصان برداشت کیا اور جلسہ سالانہ پہلے دن کے بعد اُس جگہ سے منتقل کر دیا۔ اور اپنی مسجد کے علاقے میں جہاں ہر سال جلسہ ہوتا تھا، وہاں جلسے کو منتقل کر دیا گیا۔ اس پرانی جگہ سے جلسہ منتقل کرنے کی وجہ ہی یہی تھی کہ یہ جگہ چھوٹی پڑ گئی تھی اور اب ضرورت تھی کہ باہر نکل کر کھلی جگہ پر جلسہ منعقد کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُس میں شامل ہو سکیں۔ لیکن بہر حال انتظامیہ کی کوشش کے باوجود، مخالفین کی کوشش کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو توفیق دی کہ انہوں نے اپنا تین دن کا جلسہ مکمل کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ایمانی حرارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس مقصد کیلئے آئے تھے اُس کو پورا کر کے واپس لوٹے۔

پس مخالفینِ احمدیت چاہے جتنا بھی زور لگا لیں ہمارے ایمانوں کو چھین نہیں سکتے۔ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر پھر اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر قائم ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسکے ایمان کو زد نہیں پہنچا سکتی۔ چاہے وہ بنگلہ دیشی احمدی ہے یا پاکستانی، انڈونیشین ہے یا افریقن۔ یورپ کا رہنے والا ہے یا امریکہ کا یا جزائر کا، ان کی ایمانی غیرت ہر جگہ ایک جیسی نظر آتی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کا پیغام دنیا کے ہر براعظم اور دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکا ہے اور یہ پہنچنا ہی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘

(تذکرہ، صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس کیا کوئی انسانی طاقت اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو درحقیقت اسلام کا حقیقی پیغام ہے، دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں آپ کو الہاماً فرمایا کہ میں اُسے دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ تو اب دنیا چاہے جتنا زور لگا لے وہ کبھی اس پیغام کے پھیلنے کے راستے میں روک نہیں بن سکتی۔ ہمارے مخالفین یہ دیکھ بھی رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

اسلام کے نام پر جو حرکتیں یہ کرتے ہیں کیا یہ اسلام ہے؟ کیا یہ وہ اسلام ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ میرے آقا جو رحمۃٌ للعالمین ہیں، اُس پیغام کو لے کر آئے تھے جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا تھا۔ جو غریبوں بے سہاروں کی پناہ گاہ تھا۔ جو یتیموں کا سہارا تھا۔ جو بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا۔ جو عورتوں کی عزت قائم کرنے والا تھا۔ اُن کے حقوق دلوانے والا تھا۔ جو مخالفین سے بات کرتے ہوئے موعظہ حسنہ کی تعلیم دینے والا تھا۔ حسنِ کلام سے دلوں کو لبھانے والا تھا۔ جو دنیا میں امن، صلح اور آشتی کو قائم کرنے کیلئے اپنے حقوق بھی چھوڑنے کیلئے کہتا تھا۔ جو راہب خانوں، چرچوں اور یہودی معبدوں کی حفاظت کی اُسی طرح تلقین کرتا تھا

جس طرح مسلمانوں کی مساجد کی حفاظت کی۔ وہ غیر مسلموں کی جان و مال کی اُسی طرح ضمانت دیتا تھا جس طرح مسلمانوں کی جان و مال کی ضمانت دیتا تھا۔ غرض کہ حسین تعلیم کے جتنے بھی پہلو ہو سکتے ہیں وہ اسلام لے کر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس تعلیم کے ایک ایک حرف کو اپنے قول و فعل سے ثابت کر کے ایک ایسا عظیم الشان اُسوہ قائم فرمایا جو ایک حقیقی مسلمان کیلئے ہمیشہ کیلئے پاک نمونہ ہے۔ جس پر چلے بغیر ایک مسلمان حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے میدان میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے وہ نمونے قائم کئے جو بعد میں آنے والے مسلمانوں کیلئے پھر ایک نمونہ بن گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا نمونہ اس لئے قائم ہوا کہ انہوں نے قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھا۔ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) کا حقیقی ادراک حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنایا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ان کے دلوں میں تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں میں تقویٰ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو گویا ہر وقت خدا تعالیٰ کو سامنے دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی اُن میں ایک تڑپ تھی۔ اور اُن کو پتہ تھا کہ یہ تقویٰ، یہ خشیت، یہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی تڑپ پوری نہیں ہوسکتی جب تک کامل اتباع اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو کہ یہی نبیؐ انسانِ کامل ہے جس کو تمام دنیا کیلئے ایک عظیم نمونہ بنا کر خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا (الاحزاب:22) یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کیلئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ یہ اسوہ، یہ نمونہ کیا صرف اُس وقت کیلئے اور اُس زمانے کیلئے تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں اپنی زندگی گزاری؟ نہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام انسانوں کیلئے رسول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف: 159) لوگوں کو بتا دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمام انسانوں اور تمام زمانوں کیلئے تھا اور ہے اور آپؐ کا اُسوہ ہی اب راہِ نجات ہے اور اس اُسوہ پر عمل کرنے کیلئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہر میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسوہ قائم کیا اُس پر عمل نہیں ہو سکتا جب تک یہ چیزیں نہ ہوں، تقویٰ نہ ہو۔

پس آج بھی صحابہ کے سے تقویٰ اور اخلاص اور وفا کی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانی فطرت میں کیونکہ کمزوری ہے جس سے شیطان فائدہ اُٹھاتا ہے اور اسکو وہ دین سے دور کر دیتا ہے، ہوشیاری اور چالاکی سے خدا تعالیٰ کے پیار کے نام پر یا نبی کی تعلیم کے نام پر انسان کو نبی کی بنیادی تعلیم سے دور لے جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف مثالیں دی ہیں کہ شیطان کس طرح مختلف صورتوں میں انسان کو اپنے پنجے میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً جیسے شیطان کی حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے صحیح راستے سے ہٹانے کی کوشش کا ذکر ہے۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام پر بچھڑے کو پوجنے کی طرف مائل کرنے کا ذکر ہے۔ تو یہ سب شیطانی حربے ہیں جو شیطان کرتا ہے اور ہر نبی کے ماننے والے شیطان کے پنجے میں گرفتار ہوئے۔ آخرکار اپنے اصل دین سے ہٹ گئے اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن کیونکہ آپ تمام زمانوں اور انسانوں کیلئے رسول ہیں، رحمۃٌ للعالمین ہیں، آپؐ پر دین کامل ہوا اور جو دنیا و آخرت کی نعمتیں تھیں آپؐ پر تمام ہوئیں، اور خدا تعالیٰ نے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10) کا وعدہ فرما کر تا قیامت آپکی شریعت اور آپ پر اتری ہوئی کتاب کی حفاظت کا اعلان فرما دیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی گراوٹ کے زمانے میں بھی اولیاء اللہ اور مجددین کے ذریعے دین پر عمل کے نمونے اور آپؐ کے اسوہ پر چلنے والوں کے نمونے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا رہا اور پھر وَآخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ: 4) کے وعدے کو پورا فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق، خاتم الاولیاء، خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کو بھیج کر ایک ایسی جماعت کا قیام فرما دیا جس نے پھر یہ عہد کیا کہ ہم تقویٰ کو قائم کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اِتّباع کرتے ہوئے آپؐ کے اُسوہ کو قائم کریں گے۔

پس ہمیں یہ واضح ہونا چاہئے اور سمجھنا اہئے کہ ہمارے یہ جلسے اسی لئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور تقویٰ پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے ہر پہلو کو اپنے لئے ایک نمونے بناتے ہوئے اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر یہ نہیں تو ہمارے جلسوں کا کوئی مقصد نہیں اور نہ ہی ایک احمدی کو احمدی کہلانے کا کوئی فائدہ ہے۔

(ماخوذ، شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394-395)

پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عاشقِ صادق ہی ہے جس نے پھر ہمیں وہ اسلوب سکھائے جن سے خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ ہمارے مخالفین مسلمان ہمیں کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت میں کسی بھی دوسرے مسلمان سے زیادہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر ہر قربانی کیلئے دوسروں سے بڑھ کر تیار ہیں اور یہ قربانیاں دیتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس غیرت اسلام کے دکھانے کے وہ اسلوب اپنائے ہیں جو امام الزمان نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر ہمیں سکھائے ہیں۔ جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا پر روشن ہوتی ہے۔ وہ موعظہ حسنہ اپناتے ہیں جس سے اسلام کے مخالفین کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس گہرائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اس زمانے میں قائم کرنے کی تلقین اور کوشش فرمائی اور کیا طریق بیان فرمائے۔ اس کی وظیفوں اور وردوں کے حوالے سے جو آجکل دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں، مثال دیتا ہوں۔ آجکل بھی اور آپ علیہ السلام کے وقت میں بھی مسلمانوں میں بہت سی بدعات نے راہ پالی تھی۔ پیروں، فقیروں کے ڈیروں پر ذکر اور وِردوں کی مجلسیں جمتی ہیں۔ معصوم لوگ پِیروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ اُنہیں مختلف وظیفے بتا دیتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی مجلسوں کو بدعتیں قرار دیا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ اور آپؐ کے زمانے سے ثابت نہیں۔ آپ نے فرمایا ’’جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہوسکتا ہے؟ جس پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے۔‘‘ (الحکم نمبر 11 جلد 9 صفحہ 6 مورخہ 31 مارچ 1905ء)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا: ’’میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نقشے پر چلنے کے بغیر کوئی انسان، کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 543-544، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور آپکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے بارہ میں فہم و ادراک۔ لیکن مخالفینِ احمدیت کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام گرا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ’’سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت و پیروی و تصدیقِ رسالت اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اُن انعامات کا وارث جو اگلے برگزیدہ انبیاء پر ہوئے۔ چنانچہ فرمایا یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا (انفال: 30) یعنی وہ تمہیں ایک فرقان دے گا۔‘‘ فرماتے ہیں ’’پس دوسرے مذاہب اور اس میں ایک مابہ الامتیاز اسی جہان میں ہونا ضروری ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 633، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آجکل جو مسلمانوں کی حالت ہے، اسلامی ممالک کے اندر جو فتنہ اور فساد اور فسق و فجور پھیلا ہوا ہے، جس کا ان ملکوں کے اخباروں میں، کالم لکھنے والوں میں برملا اظہار بھی ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک رکھتا ہے؟ بعض علماء اور لکھنے والے خود یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے ناراض لگتا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی بعض مفاد پرست عناصر اور نام نہاد علماء کا ٹولہ پاکستانی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ احمدیوں کو ہر طرح سے، ہر چیز سے محروم کر دو۔ کیا اُن کی پاکستان پر نظر نہیں کہ کس مشکل میں وہ ہر طرح سے گرفتار ہے؟ کیا یہ اُن سے خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہو رہا ہے؟

پس ہمیں عوام الناس کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ علماء تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف نہیں لے جا رہے بلکہ خدا تعالیٰ سے دور ہٹا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی اپنی مخلوق پر ظلم پسند نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام پر خدا تعالیٰ کے پیاروں پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا (انفال:30) فرما کر حقیقی مومن اور غیر میں ایک فرق قائم فرما دیا ہے۔ اُمّتِ مسلمہ کو اُن انبیاء کے برابر کھڑا کر دیا کہ میری پیروی تمہارے مقام کو اس قدر بلند کر دے گی کہ سابقہ انبیاء پر ہونے والے انعامات کے تم وارث بن جاؤ گے۔ حقیقی علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مقام تک پہنچ جائیں گے لیکن آج کل کے یہ علماء تو ان انعامات کے دروازے بند کر رہے ہیں اور جب خود اپنے ہاتھوں سے انعامات کے دروازے بند کر رہے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کے معبود کس طرح بن سکتے ہیں؟ جس شخص کو زمانے کی اصلاح کیلئے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنا کر بھیجا ہے اُسکی مخالفت میں اتنے اندھے ہوئے ہوئے ہیں کہ اُسکے ماننے والوں سے سانس لینے کا بھی حق چھین رہے ہیں۔ یہ محبوبِ خدا بننے والوں کی حرکتیں تو نہیں۔ یہ تو خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کی حرکتیں ہیں۔ یہ تو فرعونوں اور ہامانوں کی حرکتیں ہیں۔

پس ہر احمدی جو بنگلہ دیش میں رہنے والا ہے

اپنی قوم کے معصوموں کو بتائے کہ یہ نام نہاد علماء تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث نہیں بنا رہے بلکہ محرومیوں کی طرف لے جا رہے ہیں، تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ واضح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی صرف انکار سے نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے انکار کے ساتھ ظلموں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں کیلئے جوش میں آتی ہے۔ جہاں تک صرف انکار کا تعلق ہے، یہ معاملہ تو اگلے جہان میں طے ہوگا۔ ہمارا کام تو انسانیت کیلئے درد رکھتے ہوئے اُنکی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے چلے جانا ہے۔ اور پھر ایسے لوگ جو ایک طرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہوں اُن کیلئے تو ہمارے دل میں دوسروں سے بڑھ کر درد ہے۔ پس یہ دل کا کرب اور حُبِّ رسول ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اُمّت کے معصوم افراد کو ان ظالم طبقہ مولویوں کے ساتھ مل کر ظلم کی ہولی کھیلنے سے روکنے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکتا ہے انہیں سمجھائیں۔

جہاں تک ہم پر یہ اعتراض ہوتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ اور آپ کو ماننے کی وجہ سے آپ کی جماعت یعنی جماعتِ احمدیہ ہتکِ رسولؐ کی مرتکب ہوتی ہے اور نعوذ باللہ ہم آپؐ کی خاتمیتِ نبوت اور افضل الرسل ہونے کے منکر ہیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی کچھ حوالے پیش کر چکا ہوں۔ اب ایک دو تحریریں اور واقعات مزید پیش کر دیتا ہوں جس سے ہمارے غیر سننے والے خود اندازہ کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشقِ رسول کا حق ادا کیا اور آپ ہمیشہ سے حق ادا کرنے والے تھے اور آپ کی جماعت بھی حق ادا کرنے والی ہے۔ ان سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ عشقِ رسول کرنے والے ہیں یا توہینِ رسالت کے مرتکب ہونے والے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔'' (یعنی فرشتے لے کے آتے ہیں)'' اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

کیا کسی دوسرے کیلئے دل میں میل رکھنے والا شخص کسی کو اچھے الفاظ میں بھی یاد رکھ سکتا ہے؟ کجا یہ کہ ساری رات اُسکے حسن و احسان کو یاد کر کے اُسکی یاد میں تڑپا جائے۔ کیا نام نہاد علماء اور اسلام کے ٹھیکیداروں میں سے کوئی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ حُبِّ رسول میں اس طرح تمام رات درود پڑھتا رہا ہے۔ آپؑ کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش جو آپ پر ہوئی اور آپ کی جماعت پر آج تک ہو رہی ہے، اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اپنے وعدے یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کو پورا فرما رہا ہے۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم احمدی توہینِ رسالت کے مرتکب ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبیؐ کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کیلئے آفتاب ہے، جیسے اجسام کیلئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا، نہ ماندہ ہوا جب تک عرب کے تمام حصے کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اُس کا نور ہر ایک زمانے میں موجود ہے اور اُس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کر دیتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 302-303)

کیا کوئی عقل رکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فقرے آپؑ کے مقام کو گھٹا رہے ہیں۔ پھر آگے چلیں اور دیکھیں کہ غیرتِ رسول کا اظہار کس زبردست طریق سے آپ نے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثُمَّ واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی، دُکھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 51-52)

اور یہ نہ صرف زبانی اظہار ہے بلکہ اسلام کے دفاع میں، اسلام کی خوبیاں بیان کرنے میں آپ نے کئی جگہ عملاً بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی غیرت کا اظہار فرمایا۔ آپ کی کتب اور لٹریچر اس سے بھرے پڑے ہیں۔ آپ کا عمل اس بات کا گواہ ہے۔ اسلام پر حملہ کرنے والوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو آپ نے کھلے چیلنج دیئے اور اُن کے منہ بند کروائے۔ ہمارا ایمان کیا ہے اور ہمارے مذہب کا خلاصہ کیا ہے جس پر ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدو مولٰنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169-170)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ رسول، غیرتِ رسول اور ایمانی حالت کا تو بیان ہو گیا، اور آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے یہی ہر احمدی کے ایمان کا خاصہ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل و جان سے اس پر قائم ہیں۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی سربلندی کیلئے اور اسلام کے کامل اور مکمل مذہب ہونے کیلئے ایک اجتماعی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن مذہب کے نام پر خون کر کے نہیں۔ دین کی آڑ میں ذاتی اَناؤں اور مفادات کی تسکین کیلئے نہیں۔ دین کے نام پر اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کیلئے نہیں۔ بلکہ خالصۃً اُس تعلیم کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء پر اتاری۔ اُس اُسوہ کی روشنی میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ قرآنِ کریم کی تعلیم کی عملی تصویر تھا جس کے چند نمونے میں یہاں پیش کرتا ہوں جس کو دیکھ کر کوئی سعید فطرت یہ نہیں کہہ سکتا کہ دین کے یہ نام نہاد ٹھیکیدار آجکل کے مولوی اس اُسوہ پر عمل کرنے والے ہیں۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں دیکھتے ہیں جہاں اُس میں عبادتوں کا معیار اور اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی بھی اپنی معراج کو پہنچی ہوئی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کس چیز کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا ''اللہ، اُسکی کتاب، اُسکے رسول، مسلمان ائمہ اور اُن کے عوام الناس کی خیر خواہی۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ حدیث 196)

یہ ہے وہ تعلیم جس پر عمل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اُسوہ قائم فرما کر دکھایا۔ کیا آج کل کے مختلف فرقوں کے علماء اس قسم کی خیر خواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر کوئی اپنی علمیت اور اپنے منبر کے زعم میں پاگل ہوا ہوا ہے۔ نیتیں بد ہو چکی ہیں۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ خیر خواہی کی کوئی بات ان میں نظر نہیں آتی۔ پھر کہتے ہیں کہ مسیح موعود کیوں آ گیا؟ یا دعویٰ کرنے والا مسیح موعود نہیں۔ جبکہ خود علماء کے اپنے عمل یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے، وہ حقیقی وقت ہے جو مسیح موعود کے مبعوث ہونے کا وقت تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ کافی ہے، قرآن کریم کی تعلیم کافی ہے۔ لیکن بتائیں کہ آج کون ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کی تلقین بھی کر رہا ہے اور ساتھ اُس پر عمل بھی کر رہا ہے؟ ہم احمدی تو جانتے ہیں کہ یہ بات آج کسی فرقے میں نظر نہیں آتی۔ لیکن ہر شریف الطبع عام مسلمان بھی جب اپنے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہے تو سب سے زیادہ بدخواہی ان نام نہاد دین کے ٹھیکیداروں اور علماء میں نظر آتی ہے۔ اور اخباری کالم بعض اوقات اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ پس عامۃ المسلمین کیلئے سوچنے کی ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو کب تک اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے رہیں گے؟

پھر میرے آقا و مطاع کی تعلیم کا ایک اور خوبصورت پہلو دیکھیں۔ بخاری کی روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ حدیث 10)

مسند احمد میں اس طرح بیان بھی ہوا ہے کہ ''مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں۔'' (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 396 اَنس بن مالکؓ حدیث 12590 مطبوعہ بیروت ایڈیشن 1998ء)

اب ذرا آج کل کے دین کے ٹھیکیداروں کا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ جو اپنی ایمانی حالت کو سب سے زیادہ بڑھا ہوا سمجھتے ہیں اور بھولے اور معصوم مسلمان جن کا بدقسمتی سے دینی علم کم ہے، اُنکو وہ جو تعلیم دے رہے ہیں کیا وہ اسکے مطابق ہے؟ بھولے اور معصوم مسلمان جن کا بدقسمتی سے دینی علم بھی کم ہے، ان علماء کے پیچھے چلنا ہی اپنی بقا سمجھتے ہیں اور ان معصوم مسلمانوں کو یہ نام نہاد علماء اس طرح غلط رنگ میں اپنے قابو میں کر لیتے ہیں کہ پھر اسلام کے نام پر تمام انسانی قدریں پامال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دہشتگردی کے ایسے حملے جس سے دوسرے انسانوں نے تو کیا امن میں رہنا ہے، خود کلمہ گو مسلمان کہلانے والے بھی امن میں نہیں جن میں معصوم بچے اور عورتیں اور بوڑھے اور بیمار اور غریب جو اپنے گھر کی روٹی کا واحد سہارا ہیں وہ بھی مارے جاتے ہیں اور قتل کئے

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

جاتے ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ان لوگوں نے اپنایا ہوا ہے۔ ظاہراً کہہ دیں گے کہ یہ دہشتگرد تنظیمیں ہیں اور ہم ان کے خلاف ہیں جبکہ اندر سے یہ سب ملے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ہم احمدی تو ان کی دہشتگردی کا نشانہ بنتے ہی ہیں جن کو یہ نام نہاد مسلمان، مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہمیں ایسے علماء کی کسی سند کی ضرورت بھی نہیں ہے جن کے اپنے عمل اسلام سے دور ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تو خود ہمارے علاوہ کلمہ گوؤں کو بھی اپنے ظلموں کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ جہاں تک ہمارے مسلمان ہونے کا سوال ہے، ہمیں تو اپنے آقا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ کسی شخص کے مسلمان یا مومن ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرلے۔ آپؐ نے اپنے ایک صحابی کی بڑی سختی سے صرف اس لئے باز پرس کی تھی کہ تُو نے ایک کلمہ گو کو قتل کردیا۔ جب صحابی نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا اور اُس نے میری تلوار کے خوف سے اُس وقت کلمہ پڑھا تھا، دل سے نہیں پڑھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تُو نے اُس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد قولہ: لاالٰہ الا اللہ حدیث 277)

پس اگر ان علماء کو خدائی کا دعویٰ ہے، عالم الغیب ہونے کا دعویٰ ہے یا انہوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھے ہیں تو پھر اُن کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ ہاں ایک چیز یہاں واضح کردوں کہ اگر یہ ممکن ہو کہ دل چیر کر اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اس میں حقیقی کلمہ ہے یا بناوٹی؟ تو ہر احمدی اپنا دل چیر کر دکھانے کیلئے تیار ہے۔ جسکے چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک کے دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی جڑیں گہری گڑی ہوئی نظر آئیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدۃ:10) اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم ہے کہ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ (الشوریٰ:16) کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہارے درمیان انصاف کا فیصلہ کروں۔ آپؐ نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ انصاف مانگنے والا مسلمان ہے یا کسی دوسرے مذہب کا ہے؟ آپؐ کے اُسوہ دیکھیں۔ ایک مرتبہ آپ نے کچھ صحابہ کو خبر رسانی کیلئے مکّہ بھجوایا۔ اُن صحابہ کو کچھ آدمی حرم کی حدود میں مل گئے جو مشرک تھے۔ اُن صحابہ نے یہ سمجھ کر کہ اگر ہم نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تو یہ مکّہ والوں کو خبر کریں گے اور ہم مارے جائیں گے، ان غیر مسلموں پر حملہ کرکے اُن میں سے ایک کو مار دیا اور پھر یہ صحابہ اسکے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ اُن کے آنے کے فوراً بعد ہی دشمنانِ اسلام کا ایک وفد مکّہ سے بھی مدینہ پہنچ گیا کہ اس طرح حرم کی حدود میں آپؐ کے آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کردیا ہے۔ اب دیکھیں جو ظلم حرم کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ پر ہوتا رہا ہے اُسکے جواب میں دشمنانِ اسلام کو یہ کہا جاسکتا تھا کہ تم بھی ظلم کرتے رہے ہو۔ اب تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ حرم کے احترام کی باتیں کرو؟ لیکن قربان جائیں عدل وانصاف کے اُس عظیم مینار پر۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اگر ایسا ہوا ہے تو تمہارے آدمیوں سے بے انصافی ہوئی ہے۔ عین ممکن ہے کہ اُن لوگوں نے حرم میں اپنی جان بچانے کیلئے پناہ لی ہو۔ لہٰذا اُن کا خون بہا ادا کیا جائے گا۔ (اُن لوگوں کا جو قتل کئے گئے خون بہا ادا کیا جائے گا) چنانچہ آپؐ نے عرب رواج کے مطابق قتل کا فدیہ ادا کروایا۔ (ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ، جلد3، باب سرایاہ ﷺ وبعوثہ، سریہ عبداللہ بن جحشؓ...... صفحہ 217 تا221 مطبوعہ بیروت 2002ء)

پھر ایک یہودی نے ایک صحابی کے بارے میں شکایت کی کہ اُس نے میرے چار درہم دینے ہیں جو نہیں دے رہا۔ صحابہ کی غربت کا یہ حال تھا کہ اس چار درہم دینے کی بھی اُن کو توفیق نہیں تھی۔ آپ نے اُس صحابی کو کہا کہ اسکی رقم ادا کرو۔ اُنہوں نے عرض کی کہ بیشک مَیں نے یہ رقم دینی ہے لیکن مَیں اس وقت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا کہ اس کا قرض ادا کرو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ مَیں نے اس یہودی کو کہا ہے کہ کچھ رقم کی امید ہے، آجائے گی تو مَیں لوٹا دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی اس کا حق ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تین بار کہہ دیا کرتے تھے تو صحابہ سمجھتے تھے کہ اب کوئی عذر جو ہے وہ آپؐ کو قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسکے بعد وہ صحابی بازار گئے اور اپنی تہ بند (وہ کپڑا جو جسم کے نچلے حصے میں باندھا ہوتا تھا) چار درہم میں بیچ دیا اور سر کا چھوٹا سا کپڑا اپنا ننگ چھپانے کیلئے اپنے جسم پر لپیٹ لیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 336، حدیث ابن ابی حدرد الاسلمی حدیث 15570 مطبوعہ بیروت 1998ء)

یہ تھا فوری انصاف جو میرے آقا نے اپنے اُسوہ سے قائم فرمایا۔ آج کس اسلامی ملک میں جو اسلام کے علمبردار ہیں یا علمبردار اپنے آپ کو سمجھتے ہیں، اس طرح کا انصاف نظر آتا ہے؟ یہ لوگ تو مخالف فریق کا چاہے وہ کلمہ گو ہی ہو طاقت کے نشے میں مال غصب کرنے والے ہیں۔ غریبوں کے مالوں کو شیرِ مادر کی طرح ہضم کرجاتے ہیں۔

اسلام کا ایک بہت خوبصورت حکم ہمسائے سے نیک سلوک کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایوں سے سلوک نہایت اعلیٰ درجے کا ہوتا تھا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام بار بار مجھے ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خیال آتا ہے کہ ہمسائے کو شاید وارث ہی قرار دے دیا جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الوصاءۃ بالجار حدیث 6015)

اسی طرح بے شمار خُلق ہیں جو آپ میں پائے جاتے ہیں، وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں ہوسکتے۔ کوئی خُلق بھی لے لیں۔ اُس میں آپؐ کا اُسوہ آسمانوں کو چھوتا ہوا نظر آئے گا۔ کیا آج کل کے دین کے نام نہاد علماء یا دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے والوں میں یہ اخلاق ہیں؟ ان لوگوں سے تو ہمسائے بھی محفوظ نہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد تو آئے دن بعض ملکوں میں اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اُن کے ہمسائے اُنہیں کس طرح ان تکلیفوں میں مبتلا کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی یہ صورتحال ہے اور وہاں لوگوں کو اس کا تجربہ ہے۔

بہرحال یہ تو اُن کے عمل ہیں جو بگڑی ہوئی قوم ہیں۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے زیرِ اثر پورے ماحول کو ہی گندہ کردیا ہے۔ لیکن ہم جو مسیح محمدی کو ماننے والا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ دنیا کو بتاسکیں کہ آج ہم حُبِّ پیمبری کا صرف نعرہ لگانے والے نہیں ہیں، بلکہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔ دنیا کو بتائیں کہ یہ اعلیٰ اخلاق اور اسوہ رسول پر چلنے کا ادراک ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے دیا ہے۔ پس آؤ اور اس غلام صادق کے دامن سے جُڑ جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت سنوارنے والے بن سکو۔ یہ بنگلہ دیش کے رہنے والے نوجوانوں کا بھی کام ہے، انصار کا بھی کام ہے اور خواتین کا بھی کام ہے کہ اپنے نمونے اس اعلیٰ خُلق پر قائم کرنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ پورے جماعتی نظام کو ایک مہم کی صورت میں پہلے اپنی اصلاح کرنے اور پھر اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہر شخص تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہم وطنوں پر ثابت کر دیں کہ آج ہم ہی سب سے زیادہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔

پس آگے بڑھیں اور اس زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کریں۔ مصلحتوں اور سوچوں میں نہ پڑ جائیں۔ دشمن جو احمدیت کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا آخری زور لگا رہا ہے یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ آخری زور ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اسکی موت ہے۔ احمدیت کا پھیلنا الٰہی تقدیر ہے۔ یہ لوگوں کے منصوبے سے کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر آپ نے اس تقدیر کا حصہ بننا ہے تو اپنے عمل اور دعاؤں سے اسکا حصہ بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسے کی برکات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان برکات کو ہمیشہ اپنے دلوں میں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جوش اور جذبے کو جو اس وقت آپ کے دلوں میں بھرا ہے، ہمیشہ قائم رکھے اور جو ذمہ داریاں آپ کے ذمہ اس زمانے کے امام نے لگائی ہیں، اُن کو پورا کرنے کا ہمیشہ حق ادا کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمن کے ہر شر اور ہر حملے سے محفوظ رکھے۔ آپ کے گھروں میں آپ کی ہر آن حفاظت کے سامان پیدا فرماتا رہے۔ آپ اور آپ کی نسلوں میں ایمان اور ایقان میں اضافہ فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن دکھائے جب ہم احمدیت کی فتوحات اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2012)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

طالبِ دعا: اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد (تلنگانہ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

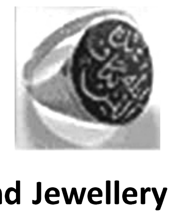

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 / دسمبر 2020 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت کن لوگوں کی وجہ سے فتنہ اُٹھا تھا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے وقت جو فتنہ اٹھا تھا اس کے بانی صحابہؓ نہیں تھے بلکہ وہی لوگ تھے جو بعد میں آئے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہ ہوئی اور آپؐ کے پاس نہ بیٹھے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ سے بچنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس فتنہ سے بچنے کا یہ طریق بتاتا ہوں کہ کثرت سے قادیان آؤ اور بار بار آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے۔

سوال آج کل اللہ تعالیٰ نے ہمیں تربیت اور خلافت سے تعلق قائم کرنے کا کیا ذریعہ عطا فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے اور بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے۔

سوال جنگ جمل کب اور کن کے بیچ ہوئی تھی اور اس کا نام جنگ جمل کیوں رکھا گیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگِ جمل حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان 36/ہجری میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ حضرت عائشہؓ میدانِ جنگ میں ایک اونٹ پر سوار تھیں اسی وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ جمل مشہور ہے۔

سوال حضور انور نے جنگ جمل کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں۔ اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی۔

سوال حضرت زبیر جنگ جمل سے کس طرح علیحدہ ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریمؐ کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے۔

سوال حضرت طلحہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کس طرح کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور میں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔

سوال حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیا پیشگوئی یاد دلائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم! تُو علیؓ سے جنگ کرے گا اور تُو ظالم ہوگا۔

سوال حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کے متعلق حضرت علیؓ کا کیا موقف تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ سرِ دست ہمیں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہئے تا کہ اسلام کی شوکت اور اس کی عظمت قائم ہو۔ بعد میں ہم حضرت عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لے لیں گے۔

سوال جنگ جمل کے دوران ایک شخص نے حضرت طلحہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیا پیشگوئی یاد دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ کے دوران ایک صحابی نے حضرت طلحہؓ سے کہا کہ تمہیں یاد ہے فلاں موقع پر رسول کریمؐ نے فرمایا تھا، طلحہؓ! ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اَور لشکر میں ہو گے اور علیؓ اَور لشکر میں ہوگا اور علیؓ حق پر ہوگا اور تم غلطی پر ہو گے۔ حضرت طلحہؓ نے یہ سنا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور لشکر سے نکل کر چلے گئے۔

سوال حضرت طلحہؓ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب وہ لڑائی چھوڑ کر جا رہے تھے تا کہ رسول کریمؐ کی بات پوری کی جائے تو ایک بدبخت انسان جو حضرت علیؓ کے لشکر کا سپاہی تھا اس نے پیچھے سے جا کر آپ کو خنجر مار کر شہید کر دیا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت طلحہؓ کے قاتل کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ کے قاتل کو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تجھے رسول کریمؐ کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تُو دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! تُو ایک دفعہ حق و انصاف کی خاطر ذِلت برداشت کرے گا اور تجھے ایک شخص مار ڈالے گا مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔

سوال جنگ صفین کب اور کس کے درمیان ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگِ صِفّین حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان 37/ہجری میں ہوئی تھی۔

سوال حضور انور نے جنگ صفین کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کوفہ سے فوج لے کر صفین پہنچے تو وہاں امیر معاویہ کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ حضرت علیؓ نے یقین دلایا کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ امیر معاویہ سے تصفیہ کرنے آئے ہیں لیکن امیر معاویہ تصفیہ پر رضامند نہ ہوئے۔ اور دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔

سوال جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے کیا چالاکی کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس جنگ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے نیزوں پر قرآن اٹھا لئے اور کہا کہ فیصلہ قرآن سے ہوگا اور اس کے لیے حکم مقرر ہونے چاہئیں۔ اس پر وہی مفسد جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے انہوں نے اور کچھ ان کمزور طبع لوگوں نے حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ حکم مقرر کریں۔

سوال دونوں طرف سے کون کون حکم مقرر ہوئے اور ان کے حکم مقرر کیے جانے کی وجہ کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ یہ تحکیم قتلِ عثمانؓ کے واقعہ میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطابق حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دی جائے۔

سوال دونوں حکموں نے آپسی مشورہ سے کیا فیصلہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دونوں نے فیصلہ کیا کہ بہتر ہو گا کہ پہلے ہم دونوں یعنی حضرت علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کر دیں اور پھر آزادانہ رنگ میں مسلمانوں کو کوئی فیصلہ کرنے دیں تا کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ بنا لیں۔

سوال دونوں حکم جب اپنے فیصلے کا اعلان کرنے آئے تو حضرت عمرو بن العاص نے کیا چالاکی کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ پہلے آپ اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابوموسیٰ نے اعلان کیا کہ وہ حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتے ہیں۔ اس پر عمرو بن العاص نے کہا کہ مَیں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی اس بات سے متفق ہوں اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں لیکن معاویہؓ کو مَیں معزول نہیں کرتا۔

سوال حضرت علیؓ نے حکمین کے فیصلے کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے حَکم مقرر کرتے وقت صاف طور پر یہ شرط رکھی تھی کہ وہ جو کچھ فیصلہ کریں گے اگر قرآن اور حدیث کے مطابق ہو گا تب میں اسے منظور کروں گا ورنہ نہیں۔ میرے لیے ان کا فیصلہ کوئی حجت نہیں۔

سوال خوارج کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا مذہب نکالا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جن لوگوں نے حضرت علیؓ کے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور بیعت سے علیحدہ ہو گئے وہ خوارج کہلائے اور انہوں نے یہ مذہب نکالا کہ واجب الِاطاعت خلیفہ کوئی نہیں۔ کثرتِ مسلمین کے فیصلہ کے مطابق عمل ہوا کرے گا کیونکہ کسی ایک شخص کو امیر واجب الاطاعت ماننا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ کے خلاف ہے۔

سوال جنگ نہروان کب اور کس کے درمیان ہوئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ نہروان 38/ہجری میں ہوئی تھی۔ نہروان بغداد اور وَاسِط کے درمیان واقع ہے۔ اس مقام پر حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان جنگ لڑی گئی تھی۔

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں کیا دعا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ بہت پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بھی بہت پڑھیں۔ استغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی توجہ دیں۔ آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔ نوافل بھی ادا کریں۔

☆......☆......☆

جماعت کے کارکنان اور عہدیداران کو نہایت اہم اور پر حکمت نصائح اور ان کی ذمہ داریوں کی تفاصیل

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 / دسمبر 2003 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت 160، فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے جماعت احمدیہ کے تنظیمی ڈھانچے کا کیا مختصر خاکہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بچہ جب سات سال کا ہوتا ہے تو وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے۔ ایک بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو وہ ناصرات الاحمدیہ کی رکن بن جاتی ہے۔ پھر انہی میں سے ان کے سائق بنائے جاتے ہیں۔ پندرہ سال کی عمر میں بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں۔ پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور نظام چل رہا ہوتا ہے۔

سوال حضور انور نے کارکنان اور عہدے داران کی کیا ذمہ داریاں بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جیسے جیسے یہ سلسلہ وسیع ہوتا چلا جا رہا ہے، کارکنان اور عہدیداران کی ذمہ داریاں بھی زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ انہیں تسبیح اور استغفار کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

سوال نظام جماعت کی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت کن امور کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نظام جماعت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت اپنی اناؤں اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آ جانے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا۔ جماعت کے احباب سے پیار، محبت کے تعلق کو بڑھانے، ان کی باتوں کو غور اور توجہ سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہئے۔

سوال جماعت احمدیہ میں عہدے دار کس لیے بنائے جاتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔

سوال کس طرح کے عہدے دار گناہ گار ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عہدیدار اگر اپنے علاقہ کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے، ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کر رہے، یا بغیر تحقیق کے رپورٹ دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گنہگار ہیں۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کے ذمہ داروں اور نگرانوں کو جہنم سے ڈرایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری کے متعلق کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے، عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اولاد کی نگران ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

سوال: حضور انور نے کسی شخص کے بارے میں رائے قائم کرنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ذیلی تنظیموں کی عاملہ ہو، لجنہ، انصار، خدام کی یا جماعت کی عاملہ، کسی شخص کے بارہ میں جب کوئی رائے قائم کرنی ہو تو اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ جو معاملہ عاملہ کے سامنے پیش کیا ہے اس کی مکمل تحقیق کریں۔ اگر شک کا فائدہ مل سکتا ہے تو اس کو ملنا چاہئے جس پر الزام لگ رہا ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو سزا سے بچانے کی کیا تلقین فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسلمان کو سزا سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرو۔ اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو۔ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا، سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

سوال: حضور انور نے سیکرٹری امور عامہ کی کیا ذمہ داری بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیکرٹری امور عامہ کا صرف یہ کام نہیں کہ آپس کے فیصلے کروائے یا کسی کی غلط حرکات کی مرکز میں رپورٹ کرے۔ اس کا یہ کام بھی ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے افراد جن کو روزگار میسر نہیں اس کے لئے روزگار کی تلاش میں مدد کرے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے سیکرٹریان تعلیم کی کیا ذمہ داری بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیکرٹری تعلیم کا یہ کام ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بچوں کی فہرست بنائے جو پڑھ رہے ہیں، جو سکول جانے کی عمر کے ہیں اور سکول نہیں جا رہے۔ پھر وجہ معلوم کریں کہ وہ اسکول کیوں نہیں جا رہے۔ اگر کسی مالی مشکل کی وجہ سے پڑھائی چھوڑی ہے تو جماعت کو بتائیں۔ اگر پڑھائی میں دلچسپی نہیں تو کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ دلائیں۔

سوال: حضور انور نے سیکرٹری تربیت اور اصلاح وارشاد کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر یہ سیکرٹریان اپنے معین پروگرام بنا کر نچلے سے نچلے لیول سے لے کر مرکزی لیول تک کام کریں تو امور عامہ کے مسائل بھی اس سے حل ہو جائیں گے تعلیم کے مسائل بھی کافی حد تک کم ہو جائیں گے، رشتہ ناطہ کے مسائل بھی بہت حد تک کم ہو جائیں گے۔ یہ شعبے آپس میں اتنے ملے ہوئے ہیں کہ تربیت کا شعبہ فعال ہونے سے بہت سارے شعبے خود ہی فعال ہو جاتے ہیں۔

سوال: دنیا میں بہترین مصلح کون سمجھا جاتا ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں بہترین مصلح وہی سمجھا جاتا ہے جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔

سوال: قرآن کریم دیگر الہامی کتابوں پر کیا فضیلت رکھتا ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ اس لئے کرو، اس لئے کرو۔ گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے۔

سوال: پُر حکمت کلام کا بہترین طریق کیا ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ پُر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔

سوال: آنحضرتؐ نے حضرت ابوموسیٰؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کا والی بناتے وقت کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے ابوموسیٰؓ اور معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا: آسانی پیدا کرنا، مشکلیں پیدا نہ کرنا۔ محبت وخوشی پھیلانا اور نفرت نہ پھیلنے دینا۔

سوال: حضور انور نے جماعت کے قاضیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قضا کے معاملات میں ہر قاضی کو خالی الذہن ہو کر، دعا کر کے معاملہ کو شروع کرنا چاہئے۔ کبھی کسی بھی فریق کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ قاضی نے دوسرے فریق کی بات زیادہ توجہ سے سن لی ہے۔ یا فیصلہ میں میرے نکات کو پوری طرح زیر غور نہیں لایا اور دوسرے کی طرف زیادہ توجہ رہی ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرنے والے قاضی کو کیا بشارت دی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی حاکم سوچ سمجھ کر پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرے۔ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ اور اگر باوجود کوشش کے اس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے ایک ثواب اپنی کوشش اور نیک نیتی کا بہر حال ملے گا۔

سوال: عہدے کی خواہش کرنے والوں کو حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا بعض لوگ عہدے لینے کیلئے مجالس میں شامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کیلئے اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کیلئے۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے کارکنان کو کیا ہدایات دی ہیں؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کارکنان کو چاہئے کہ تندہی سے کام کریں۔ یہ خواہش کہ ہمارا نام ونمود ہو ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اسی سے خوف کرو اور اسی سے انعام کے طالب ہو اور لوگوں سے مدح اور تعریف نہ چاہو۔

سوال: حضور انور نے افراد جماعت کو کیا دعا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب: حضور انور نے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ کی دعا کرنے کی تلقین فرمائی۔ ☆☆

بقیہ مستورات سے حضور انور کا خطاب از صفحہ نمبر 12

بھی اور مرد بھی دنیا کے آجکل کے جو طریقے ہیں اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد نمبر 19 صفحہ 22)

تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے۔ دنیا میں، ان ملکوں میں خاص طور پر طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی ہے۔ دنیاوی لوگوں میں تو بہت پرانی بڑھی ہوئی ہے۔ ان میں کچھ عرصہ شادیاں قائم رہتی ہیں اور پھر ٹوٹ جاتی ہیں۔ اسکا اثر ماحول کی وجہ سے احمدیوں پر بھی ہو رہا ہے اور صرف یہیں نہیں، بلکہ پاکستان میں بھی ہے، ہندوستان میں بھی ہے اور دوسری جگہوں پر بھی ہے۔ پس ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ دنیا کی دیکھا دیکھی ہم اپنے آپ کو بھی اُن اندھیروں میں نہ ڈبو لیں جو دنیا کی تباہی کے ذمہ دار ہیں بلکہ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

مختلف ملکوں سے یہ بہت قابل فکر جائزہ میرے سامنے آیا ہے۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو عموماً یہی حالت ہے کہ ہمارے ہاں طلاق اور خلع کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اسکی یہی وجہ ہے کہ بے صبری، نیکیوں میں کمی، تقویٰ سے دوری۔ اب یہاں یوکے میں ہی تین سالوں کا جب مَیں نے جائزہ لیا تو مَیں حیران رہ گیا کہ تقریباً تین فیصد طلاق اور خلع کی شرح بڑھ چکی ہے اور بیس فیصد طلاقیں ہونے لگ گئی ہیں۔ جتنے رشتے طے ہوتے ہیں اُن میں سے بیس فیصد ٹوٹنے لگ گئے ہیں۔ اور یہ قابلِ فکر بات ہے۔ اس طرف ہمیں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وجوہات یہی ہیں۔ جب وجہ پتہ کرو جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ میاں بیوی کا گندی زبان کا استعمال ہے۔ بداخلاقیاں ہیں۔ برداشت کی کمی ہے۔ والدین، بہن بھائیوں اور رشتے داروں کی دخل اندازیاں ہیں۔ چاہے وہ لڑکے کے والدین بہن بھائی ہوں یا لڑکی کے ہوں۔ جب ایک دوسرے کے رشتوں میں دخل اندازیاں کرتے ہیں تو پھر اُن میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ گو رحمی رشتوں کی ادائیگی کا تو حکم ہے لیکن والدین اور بہن بھائیوں کو بھی حکم ہے کہ تم لوگ بھی فساد پیدا نہ کرو۔ میاں بیوی کو آرام اور سکون سے رہنے دو۔ اگر یہ ہو جائے تو کبھی رشتے اتنے تیزی سے نہ ٹوٹیں۔ پھر سچائی کا نہ استعمال کرنا ہے۔ لڑکے باہر سے شادی کر کے یہاں آتے ہیں۔ یہاں پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گریجویٹ ہے جب پتہ کریں تو پتہ لگتا ہے کہ میٹرک فیل لڑکا آیا ہے۔ اس سے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں۔ اسی طرح لڑکیوں کے بارے میں بعض کمیوں کا پتہ لگ رہا ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ سچائی کا استعمال کرنا چاہئے۔ پھر حد یہاں تک ہے کہ اب میں بڑی عورتوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رشتے ٹوٹنے کی یہ بھی شکایتیں ہیں کہ ساس اور سسر اپنی بہوؤں کو مارتے ہیں۔ صرف اُن کے خاوندوں سے مار نہیں پڑواتے بلکہ خود بھی ہاتھ اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ پھر یہاں آ کے لڑکے بعض غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں اور بیویوں کو چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ نہ رہیں۔ اُن کو اگر وہ پاکستان سے آئی ہیں تو کسی نہ کسی بہانے سے پاکستان چھوڑ آئیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ پھر جب جماعت اصلاح کی کوشش کرتی ہے تو جماعت سے تعاون نہیں کرتے۔ تو بہت ساری وجوہات ہیں جن کی بنیاد یہی ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے اور اسکی وجہ سے رشتے ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں اور یہ تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مَردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی عقل دے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

پس اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں شامل کر کے جو احسان کیا ہے ہم اُس کی قدر کرنے والے بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر نظر ہو۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہم نے کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے؟ نہ یہ کہ ہم نے اپنے لئے اس دنیا میں کیا حاصل کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4 مئی 2012)

......☆......☆......☆......

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10251: مَیں سیدہ ساجدہ مونا زوجہ مکرم سید شرجیل احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/فروری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 چین، 3 انگوٹھیاں، 2 جوڑی کان کی بالیاں (کل وزن 29.260 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/1,05,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شرجیل احمد — الامۃ: سیدہ ساجدہ مونا — گواہ: سید سہیل احمد

مسل نمبر 10252: مَیں نصرت بیگم زوجہ مکرم محمد بشیر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/3000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم — الامۃ: نصرت بیگم — گواہ: طیب احمد خادم

مسل نمبر 10253: مَیں نشاط باری خان ولد مکرم رضا کبریا خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/40,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد — العبد: نشاط باری خان — گواہ: سید عزیز احمد

مسل نمبر 10254: مَیں نگینہ اختر زوجہ مکرم طیب احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے ٹاپس 2 گرام، انگوٹھی 2 گرام، نتھ 1 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/30,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم — الامۃ: نگینہ اختر — گواہ: طیب احمد خادم

مسل نمبر 10255: مَیں امتہ الودود بنت مکرم یوسف الہ دین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن الہ دین بلڈنگ (72 ایس۔ڈی۔ روڈ) ڈاکخانہ سکندر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیورات: 2 چین، 2 انگوٹھیاں، 2 کان کے بوندے، 1 ہار (تمام زیورات 4 تولہ 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلیم احمد — الامۃ: امتہ الودود — گواہ: داؤد احمد الہ دین

مسل نمبر 10256: مَیں حافظ مونس احمد ولد مکرم محمد انور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد — العبد: حافظ مونس احمد — گواہ: ناصر احمد بٹ

مسل نمبر 10257: مَیں حانیہ صدف بنت مکرم محمد انور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد — الامۃ: حانیہ صدف — گواہ: حافظ مونس احمد

مسل نمبر 10258: مَیں محمد بشیر پونچھی ولد مکرم محبوب عالم صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان عمر 67 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 4 مرلہ۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/9036 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم — العبد: محمد بشیر پونچھی — گواہ: طیب احمد خادم

مسل نمبر 10259: مَیں طیب احمد ولد مکرم محمد بشیر پونچھی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5895 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم — العبد: طیب احمد پونچھی — گواہ: طیب احمد خادم

داخلہ برائے دار الصناعت قادیان

Ahmadiyya Vocational (Technical) Training Centre

تمام احمدی نوجوانوں کی آگاہی کے لیے اعلان ہے کہ ادارہ دار الصناعت قادیان میں داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ ادارہ میں الیکٹریشن/پلمبنگ/ویلڈنگ/ڈیزل مکینک/موٹر وہیکل مکینک/AC&Refrigerator اور کمپیوٹر کے ایک سال کے کورس کروائے جاتے ہیں اور حکومت کے ادارہ NSIC کا Certificate دیا جاتا ہے۔ ہنر سیکھنے کے خواہشمند نوجوانوں کے لیے بہترین موقع ہے۔ جو نوجوان اپنے اسکول کی تعلیم مکمل نہیں کر سکے، ان کورسز میں داخلہ لے کر بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بیرون قادیان کے احمدی نوجوانوں کے لیے جماعت کے زیر انتظام ہاسٹل اور کھانے کا بھی انتظام ہے۔ ہاسٹل و کھانے کے اخراجات کی کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے۔ خواہشمند نوجوان فوری مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

8077546198-9872725895-9872923363

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 25 - February - 2021 Issue. 8

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ایک پہلو ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کی روشنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19/فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

20/فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک لمبی پیشگوئی ہے جس میں مختلف خصوصیات موعود بیٹے کی بیان ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ آج میں اس میں سے ایک پہلو کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی تحریرات تقاریر وغیرہ کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔

توحید کے موضوع پر سترہ سال کی عمر میں آپ نے جلسہ میں ایک ایسی تقریر کی جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ بالکل نئے نکات نکالے ہیں۔

مارچ 1907ء میں جبکہ آپ کی عمر صرف 18 سال تھی آپ نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان ''محبت الٰہی'' تحریر فرمایا جو بعد میں کتابی شکل میں شائع بھی ہوا۔ اس مضمون سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں ہی چھوٹی عمر میں ہی علوم ظاہری و باطنی سے آپ کو پُر کرنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے آدمی کو پیدا ہی محبت کیلئے کیا ہے اور اسکے پیدا کرنے کا مقصد اور غرض ہی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور اس دائمی زندگی بخشنے والے سمندر میں ہمیشہ غوطہ زن رہے۔ محبت ہی کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے بچتا ہے اور درجات میں ترقی کرتا ہے اور محبت ہی خداشناسی کا موجب بنتی ہے۔ بدوں محبت انسان کو خدا تعالیٰ کی حقیقت اور معرفت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔

آخر پر آپ نے اسلام کے زندہ خدا کا یہ ثبوت پیش کیا کہ فقط اسلام کا خدا ہی وحی و الہام سے انسان کی آج بھی رہنمائی کرتا ہے جس طرح کہ وہ پہلے کرتا تھا اور یہی زندہ خدا کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں محبت الٰہی کے لفظ پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر ایک خاص لذت اور وجد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیارا ہے مذہب اسلام جس نے ہم کو ایسی نعمت کی طرف ہدایت کی ہے جس سے ہمارے دل روشن اور ہمارے دماغ منور ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم ہمارے زخمی دلوں کیلئے ایک مرہم کا کام دیتی ہے اور اگر اسلام نہ ہوتا تو بخدا طالب حق تو زندہ ہی مرجاتے اور وہ جن کے دلوں میں محبت کا ذوق ہے ان کی کمر ٹوٹ جاتی۔ جب ایک خدا سے محبت کرنے والا انسان دیکھتا ہے کہ وہ جس سے میں محبت کرتا ہوں ذرے ذرے کو دیکھتا ہے اور دلوں کی باتوں کو جانتا ہے وہ سنتا ہے اور بولتا ہے اور پھر یہ کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے سے محبت کرنے والے کو بدلہ دے تو اس وقت وہ اپنے دل میں اس محبت کی وجہ سے خوشی حاصل کرتا ہے اور خاص لذت محسوس کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود نے 28/دسمبر 1908ء کے جلسہ میں ایک بڑا پُرمغز خطاب فرمایا کہ ''ہم کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں'' اس موضوع پر یہ خیالات ایک انیس سالہ نوجوان کے ہیں۔ فرمایا ہر ایک شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ خدا نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے اور جبکہ مرنا انسان کیلئے ضروری ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ جب اس چندروزہ زندگی کیلئے انسان اس قدر کوشش کرتا ہے اور تدبیریں کام میں لاتا ہے تو کیا اس لامحدود زندگی کیلئے کوئی ضرورت نہیں جو اگلے جہان کی زندگی ہے اور کیا ہمیں اس کیلئے کچھ بھی تیاری نہیں کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں وضاحت کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ انسان ایک ذرہ سا سودا کرنے لگے تو بڑی احتیاط کرتا ہے اور ہمیشہ وہی خریدتا ہے جو مفید اور نفع رساں ہو۔ پس کیسا افسوس ہے اس پر جو ایسی تجارت نہ کرے جس میں لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا نہیں بلکہ غیر محدود نفع ہے۔

پھر 1916ء کے جلسہ میں خلافت کے بعد دوسرے سال آپ نے ذکر الٰہی کے موضوع پر خطاب فرمایا جس میں آپ نے نہایت اچھوتے اور دلنشیں انداز میں ذکر الٰہی اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر کرتے ہوئے ذکر الٰہی سے مراد کیا ہے اسکی ضرورت اسکی قسمیں اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ ذکر چار قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا ذکر نماز ہے دوسرا قرآن کریم کا پڑھنا ہے تیسرا اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان کرنا ہے۔ چوتھا خدا تعالیٰ کی صفات کو علیحدگی اور تنہائی میں بیان کرنا غور کرنا۔ آپ نے ذکر الٰہی کو مقبول بنانے کیلئے ذکر الٰہی کے خاص اوقات بھی بتائے۔ نماز تہجد میں باقاعدگی کی تاکید بھی فرمائی اور اس کے التزام و اہتمام کے ایک درجن سے زائد طریقے بتلائے کہ کس طرح ہم باقاعدگی سے نماز تہجد پڑھ سکتے ہیں۔

ربوبیت باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے۔ 9/اکتوبر 1917ء کو پٹیالہ میں اس موضوع پر آپ نے تقریر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی ہستی اسلام اور قرآن کریم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود کی سچائی کو صفت ربوبیت کے حوالے سے ثابت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ہستی کا ثبوت ہیں صفات الٰہیہ پر غور کرنے اور ان زبردست قدرتوں کا مشاہدہ کرنے سے جن کا ظہور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک زبردست عالم دانا اور رحیم و کریم ہستی موجود ہے۔

پھر ایک آپ کا لیکچر ہے اسلام میں اختلافات کے آغاز پر جو 1919ء میں آپ نے ماڈرن ہسٹاریکل سوسائٹی کے ایک اجلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام میں تفرقہ کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ سال بعد پڑی ہے۔ یہ خیال کہ اسلام میں فتنوں کے موجب بعض بڑے بڑے صحابہ ہی تھے بالکل غلط ہے۔ حضور نے اپنے اس مقالہ میں حضرت عثمان کے ابتدائی حالات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت عثمان کا مرتبہ۔ فتنہ کہاں سے پیدا ہوا اور صحابہ کی نسبت بدگمانی بلاوجہ ہے اس پر بحث کرتے ہوئے فتنہ کی وجوہ اور حضرت عثمان کے زمانے میں اس کے شروع ہونے والے اسباب و عوامل بیان فرمائے۔ فتنہ کے بانی مبانی عبداللہ بن سبا کے حالات اور اس زمانے میں کوفہ بصرہ شام اور وہاں کے مسلمانوں کے عمومی مزاج پر روشنی ڈالی۔

اسکی پہلی اشاعت پر سید عبدالقادر صاحب ایم.اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے لکھا کہ فاضل باپ کے فاضل بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ یہ تقریر نہایت عالمانہ ہے۔ حضرت عثمان کے عہد کی جس قدر اصلی اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کیا جائے گا اسی قدر یہ مضمون سبق آموز اور قابل قدر معلوم ہوگا۔

پھر آپ کی ایک تقریر ہے تقدیر الٰہی کے موضوع پر جو جلسہ سالانہ 1919 کے موقع پر آپ نے مسجد نور قادیان میں کی۔ حضرت خلیفہ رابعؒ فرماتے ہیں کہ یہ تقریر کیا تھی! علم کلام کا ایک شاہکار تھا۔ مسئلہ قضاو قدر کی اہمیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کرنے کے بعد آپ نے اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان اور وجود باری تعالیٰ پر ایمان لانا لازم و ملزوم ہے اس کے بعد آپ نے قضاو قدر کے متنازع فیہ نظریات پر بحث فرما کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات میں تطبیق فرمائی اور اسکے بعد مسئلہ تقدیر کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں انسان کو جو بڑی بڑی ٹھوکریں لگی ہیں ان کا ذکر فرمایا پھر وحدت الوجود کے عقیدہ کی غلطیاں ظاہر کرتے ہوئے چھ قرآنی آیات سے نہایت لطیف اور ٹھوس دلائل پیش کر کے اس عقیدے کا ردّ فرمایا۔ بعد ازاں اسکی دوسری انتہا کو بھی غلط ثابت فرمایا اور اس خیال کی بہ دلائل تردید کی کہ خدا گویا کچھ نہیں کرسکتا اور جو کچھ بھی ہے وہ تدبیر ہی ہے۔ علم الٰہی اور تقدیر الٰہی کو خلط ملط کرنے کے نتیجہ میں انسانی فکر نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں اس کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے اس مسئلہ کو خوب نکھارا ہے۔ اس میں تقدیر الٰہی کے متعلق مختلف قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات بھی اس میں دیئے گئے ہیں۔ آپ نے سات روحانی مقامات کا ذکر بھی فرمایا ہے جو تقدیر الٰہی کے مسئلہ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اسکے تقاضے پورے کرنے کے نتیجہ میں انسان کو مل سکتے ہیں۔

پھر ایک آپ کی تقریر ہے ملائکۃ اللہ جو 28/دسمبر 1920 کی ہے۔ حضور نے قرآن کریم کی رو سے ملائکہ کی حقیقت و ضرورت، انکی اقسام، ان کے فرائض اور خدمات کے علاوہ فرشتوں کے وجود پر دلائل اور ان سے متعلق شبہات و اعتراضات کے مفصل اور مدلل جواب دیئے۔ مضمون کے آخر پر حضور نے فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کے آٹھ ذرائع بیان فرمائے۔

پھر ہستی باری تعالیٰ پر 1921ء میں آپ نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جواب ارشاد فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی صفات سے خدا کی ہستی کا ثبوت دیا اور صفات الٰہیہ کی اقسام بھی بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق اہل یورپ کے خیالات زرتشتیوں کے خیالات ہندوؤں کے خیالات اور آریوں کے تصورات کے بالمقابل اسلام کی خدا تعالیٰ سے متعلق تعلیمات تفصیل سے بیان فرمائیں۔ نیز شرک کی اقسام بیان کرتے ہوئے ان کا ردّ بیان فرمایا اور رؤیت الٰہی، اس کے مدارج و درجات اور اس کے فوائد اور حصول کے طریق و ذرائع بھی بیان فرمائے۔

پھر آپ نے 1921ء میں تحفہ شہزادہ ویلز کے نام سے ایک تصنیف فرمائی جو شہزادہ ویلز کی ہندوستان آمد کے موقع پر ان کو پیش کی گئی۔ حضرت مصلح موعود نے اس مختصر عالمانہ تصنیف میں حکومت وقت سے وفاداری سے اظہار کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختصر حالات اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض بیان فرمائی۔ آخر میں سنت رسول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے برطانیہ کے تخت و تاج کے وارث تک اسلام کا پیغام نہایت مؤثر رنگ میں پہنچا کر اسے اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔ شہزادہ ویلز نے حضور کی طرف سے پیش کئے گئے اس تحفے کو قبول کیا اور اپنے چیف سیکرٹری کے ذریعہ اسکا شکریہ بھی ادا کیا۔ بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ کتاب پڑھتے پڑھتے بعض مقامات پر ان کا چہرہ گلاب کی طرح شگفتہ ہو جاتا تھا۔ وہ کتاب پڑھتے پڑھتے یکدم کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسکے کچھ عرصہ بعد انہوں نے صراحتاً عیسائیت سے بیزاری کا اظہار کیا۔

اسی طرح آپکی ایک تقریر احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے جو 1924ء میں ویمبلے کانفرنس کے موقوع پر لکھی گئی۔ اسکا خلاصہ حضرت مصلح موعود کی موجودگی میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ یہ لیکچر ایسا منفرد اور اچھوتا تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈر بھی بے اختیار بول اٹھے کہ بلا شبہ اس مضمون میں جو خیالات بیان کئے گئے ہیں وہ تربیت اور دلائل اور اپنی خوبی و حسن کے لحاظ سے اچھوتے اور منفرد ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: تو بہرحال یہ چند جھلکیاں میں نے دکھائی ہیں 18 سال کی عمر سے 35 سال کی عمر تک کے علم و عرفان کے موتیوں کی۔ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں وہ صرف سترہ سال کے عرصہ کی ہیں اور جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے اس کا سوواں حصہ بھی میں بیان نہیں کرسکا۔ بس اس خزانے کو جو کافی حد تک چھپ چکا ہے جماعت کے افراد کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

پاکستان کے حالات کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں کے لوگوں کو بھی امن اور چین اور سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے حملوں اور مکروں کو اپنے فضل سے ملیا میٹ کردے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad